عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۹ | ۲۴ شوال تا ۹ ذوالقعدہ ۱۴۴۱ھ بمطابق ۱۶ تا ۳۰ جون ۲۰۲۰ء | شمارہ: ۲۳ تا ۲۴

قادیانیوں پر نوازشات کیوں؟

"کورونا وائرس" آفاتِ سماوی

قادیانیوں کے سوالات کے جواب

ثناخوانِ رسولؐ، مداحِ صحابہؓ واہلِ بیتؓ
حافظ محمد شریف منچن آبادیؒ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

بچہ گود لینا

س:......کسی بچہ یا بچی کو گود لینا کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے اور گود لینے کے بعد اس کی ولدیت میں اپنا نام لکھوانا درست ہے؟ کیا یہ فعل جائز ہے، قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

ج:......شرعاً متبنیٰ (لے پالک بنانا) بنانا جائز ہے۔ لیکن ولدیت میں اصل والد کا نام لکھنا ضروری ہے۔ اس کے والد کے نام کے طور پر غیر والد کا نام لکھنا حرام اور ناجائز ہے۔ البتہ سرپرست کے طور پر اپنا نام لکھا جاسکتا ہے۔

(ادعوهم لابائهم هوا قسط عندالله فان لم تعلموا اٰبائهم فاخوانكم فى الدين ومواليكم) فيه اباحة اطلاق اسم الاخوه و حظه اطلاق اسم الابوة من غير جهة النسب . . . . روى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال من دعى الى غير ابيه وهو يعلم انه غير ابيه فالجنة عليه حرام.

(احکام القرآن، ص:۴۳۶، ج:۳)

جعلی بل بنوانا

س:......ایک دکاندار اپنے گاہک کو کسی چیز کے خریدنے پر بل زیادہ بنا کر دے جبکہ اس نے یہ چیز اس کو کم قیمت میں فروخت کی ہے۔ اس بل کی بنیاد پر یہ شخص اپنے ادارے سے رقم وصول کرے اور اضافی رقم اپنی جیب میں ڈال لے، کیا یہ اس کے لئے جائز اور حلال ہے؟

ج:......خریدار کے لئے اصل قیمت کو چھپا کر جعلی بل بنوانا اور اس کی بنیاد پر اپنے ادارے سے اضافی رقم لینا ناجائز اور حرام ہے۔ اس کے لئے یہ اضافی رقم حلال نہیں ہے اور یہ دھوکہ اور خیانت ہے، اس پر لازم ہے کہ وہ اضافی رقم اپنے ادارہ کو واپس کرے اور آئندہ اس گناہ سے بچے اور دکاندار کے لئے بھی یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اصل بل کے بجائے جعلی بل بنا کر دے اور دھوکہ وخیانت میں اس کا تعاون کرے۔ دکاندار کو بھی اس گناہ سے توبہ واستغفار کرنا اور آئندہ اس گناہ سے بچنا واجب ہے۔

تجارت کی نیت سے خریدے ہوئے پلاٹ پر زکوٰۃ

س:......میں نے دو پلاٹ اس نیت سے خریدے کہ آئندہ ان میں سے ایک کو بیچ کر رقم دوسرے پلاٹ پر لگاؤں گا اور رہائشی مکان تعمیر کروں گا۔ کیا اس پر زکوٰۃ ہوگی؟

ج:...... جو پلاٹ آپ نے بیچنے کی نیت سے خریدا ہے، اس پر زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی، اس لئے کہ وہ مال تجارت ہے اور مال تجارت پر زکوٰۃ آتی ہے۔

''الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ما كانت اذا بلغت قيمتها نصاباً۔'' (عالمگیری، ص:۱۷۰، ج:۱)

والله اعلم بالصواب

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

مجلس احرار کا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۹ ۲۴ رشوال المکرّم تا ۹ رذوالقعدہ ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۶ تا ۳۰ رجون ۲۰۲۰ء شمارہ:۲۳، ۲۴

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قادیانیوں پر نوازشات کیوں؟	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
قادیانیوں کے سوالات کے جوابات	۱۱	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
قادیانی اکثریت کا ہدف کیوں؟ (۲)	۱۵	پروفیسر عبدالواحد سجاد
حافظ محمد شریف مخچن آبادیؒ....	۱۸	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
’’کورونا وائرس‘‘ آفاتِ سماوی	۱۹	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
مولانا غلام اکبر ثاقبؒ کا سانحۂ ارتحال	۲۴	مولانا عبدالعزیز لاشاری

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019 (انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)

AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT **0010010964710018**

IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018 (انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

سحبان الہند حضرت مولانا
احمد سعید دہلویؒ

انبیاء سابقین سے خطاب

حدیث قدسی ۷: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی عزیر علیہ السلام کو وحی بھیجی: اے عزیر! اگر تجھ کو کوئی مصیبت پہنچے تو میری مخلوق سے شکایت نہ کیا کر، کیونکہ مجھ کو بھی تیری جانب سے اکثر مصائب پہنچتے ہیں، لیکن میں اپنے فرشتوں سے تیری شکایت نہیں کرتا۔ اے عزیر! میری نافرمانی اس قدر کر جس قدر میرے عذاب کی طاقت رکھتا ہو اور مجھ سے اپنی ضرورتیں اور حاجتیں اتنی طلب کیا کر جتنے عمل میرے لئے کیا کرے اور میری گرفت سے اس وقت تک بے خوف نہ ہو جب تک میری جنت میں داخل نہ ہو جائے۔

حضرت عزیر علیہ السلام اس وحی کو سن کر لرز گئے اور بلبلا اٹھے اور رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے عزیر! رو نہیں، اگر تم نے نادانی سے کبھی میری نافرمانی کر لی تو میں اپنے حلم سے معاف کر دوں گا۔ بے شک میں کریم ہوں، اپنے بندوں کو عذاب کرنے میں جلدی نہیں کرتا، بے شک میں ارحم الراحمین ہوں، یعنی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔ (دیلمی) بندے کے گناہوں سے حضرت حق کو جو شکایت ہوتی ہے اسی کو اس روایت میں مصائب سے تعبیر کیا گیا ہے، حضرت عزیر علیہ السلام کی نبوت بھی مختلف فیہ ہے۔ یہود ان کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔

حدیث قدسی ۸: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں میں سے کسی نبی پر وحی بھیجی تھی، میرے بندوں میں سے جو بندے صدیقین کے مرتبہ میں ہیں ان سے کہہ دو کہ وہ میرے معاملہ میں دھوکا نہ کھائیں، میں ان پر اپنا انصاف اور عدل قائم کروں گا اور اگر قصور وار ثابت ہوئے تو ان کو عذاب کروں گا اور عذاب کرنے میں ان پر ظالم نہ ہوں گا اور میرے خطا کار بندوں سے کہہ دو کہ وہ میری رحمت سے ناامید نہ ہوں، کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جس کا بخش دینا مجھے کچھ بار ہو۔ (الاتحاف السنیہ) یعنی میری طاقت سے باہر ہو۔

حدیث قدسی ۹: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی: اے عیسیٰ! بنی اسرائیل کی جماعت سے کہہ دو جو شخص میری خوشنودی اور رضامندی کی غرض سے روزہ رکھے گا، میں اس کے جسم کو صحت اور تندرستی عطا کروں گا اور اس کے اجر کو بڑھاؤں گا۔ (دیلمی، ابوالشیخ)

حدیث قدسی ۱۰: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریم کی طرف وحی بھیجی: اے عیسیٰ! پہلے اپنے نفس کو نصیحت کر اور میرے احکام کی حکمت اپنے نفس کو بتا، اگر تیرے نفس کو نفع ہو تو پھر لوگوں کو نصیحت کر، ورنہ مجھ سے شرم کر۔ (دیلمی) یعنی پہلے خود عمل کرو پھر دوسروں سے کہو۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

نمازِ تراویح

س:...... کیا دن اور رات کے تمام اوقات نفل نمازوں میں لگائے جاسکتے ہیں؟

ج:...... دن اور رات کے جن جن اوقات میں اور سال بھر کے جن جن مواقع پر نماز پڑھنا یا نوافل پڑھنا منع ہے، ان کے علاوہ کے تمام مواقع اور اوقات میں نفل نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں لیکن حقوق واجبہ (حقوق اللہ، حقوق النفس، حقوق العباد) کی ادائیگیوں کے ساتھ ساتھ۔ بلاشبہ نوافل اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے، اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے، برقرار رکھنے کا اعلیٰ، اشرف و افضل ترین ذریعہ ہے۔ اخروی حساب میں فرائض کی کمی کو نوافل سے پورا کیا جائے گا، اس لئے نامۂ اعمال میں نوافل کا ذخیرہ بھی ہونا چاہئے۔ علماء کرام نے شرعی سفر میں دوران سفر چلتی سواری پر اگر نوافل پڑھے جانے کا وقت ہو تو قبلہ رخ ہوئے بغیر بھی نفل پڑھنے کی اجازت دی ہے (یہ اجازت فرض، واجب اور سنت نمازوں کے لئے نہیں ہے، اس میں قبلہ رخ ہونا اور تکمیل نماز تک رہنا پڑے گا)۔

س:...... وہ کون سے مواقع ہیں جن میں نفل نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے؟

ج:...... عیدالفطر (یکم شوال) اور عیدالاضحیٰ (دس ذوالحجہ) کے دن نماز فجر کی ادائیگی کے بعد سے عید کی نماز کی تکمیل تک نہ گھر میں، نہ ہی مسجد و عیدگاہ میں کوئی نفل نماز بشمول اشراق، تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد کے پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ عید کی تکمیل کے بعد بھی عیدگاہ میں کوئی نفل نماز نہیں پڑھی جائے گی، البتہ عید کی نماز کے بعد گھر آکر نوافل پڑھے جاسکتے ہیں، جمعہ کے خطبہ کے لئے جب خطیب منبر پر بیٹھ جائے تو اس موقع پر بھی (احناف کے مسلک میں) نماز کے پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔

س:...... وہ کون سے اوقات ہیں جن میں نفل نماز پڑھنا منع ہے؟

ج:...... تین اوقات تو وہ ہیں جن میں نماز پڑھنا ہی منع ہے چاہے فرض و واجب نماز ہی کیوں نہ ہو: (۱) جب سورج نکل رہا ہو (قضا نمازیں دس منٹ بعد اور نوافل احتیاطاً بیس منٹ بعد پڑھے جائیں)، (۲) زوال (جب سورج اپنی بلندی کی انتہا تک پہنچنے کے بعد ڈھلنا نیچے کی طرف اترنا شروع ہو جائے) کے وقت، (۳) جب سورج غروب ہو رہا ہو، (۴) دو اوقات وہ ہیں جن میں صرف نفل نماز پڑھنا منع ہے۔

ادار یہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

قادیانیوں پر نوازشات کیوں؟

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آتے ہی یوں لگتا ہے گویا قادیانی فتنہ پر ورٹولے کو پر لگ گئے ہیں۔ آئے دن ان کی سازشیں اور شرارتیں اندرونِ و بیرونِ ملک طشت از بام ہوتی رہتی ہیں، ان کی سازشوں اور شرارتوں کا یوں بڑھنا کوئی معمولی واقعہ یا کوئی سادہ سی بات نہیں، اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی محرک ضرور ہے جو خفیہ طور پر کام کر رہا ہے۔

آخر سوچنے کی بات ہے کہ موجودہ حکومت نے آتے ہی اقتصادی کمیشن میں جہاں دوسرے ماہرین اقتصادیات کے نام شامل کئے' وہاں عاطف قادیانی سمیت کچھ اور قادیانیوں کے نام بھی شامل کئے۔ اور یہ عاطف میاں وہ ہے جن کے بارہ میں جناب عمران خان صاحب کنٹینر پر کھڑے ہو کر کہا کرتے تھے: ''یہ عاطف میاں ہماری حکومت کے وزیر خزانہ ہوں گے۔'' وہ بعض وجوہ کی بنا پر وزیر خزانہ تو نہ بن سکے، لیکن جناب عمران خان کی حکومت نے انہیں اقتصادی کمیشن میں شامل کر لیا۔ جب ان کے خلاف عوام کا دباؤ بڑھا تو ان کا نام اقتصادی کمیشن میں شامل نہ کئے جاسکنے کی وجہ سے وہ کمیشن ہی ختم کر دیا۔ اسی پر بس نہیں، بلکہ اس حکومت کے دور میں ایک سزا یافتہ مجرم عبدالشکور نامی قادیانی شخص جو جیل میں ہوتا ہے، اس کی سزا مکمل ہونا ابھی باقی ہوتی ہے کہ اسے نہ صرف جیل سے رہائی کا پروانہ تھما دیا جاتا ہے، بلکہ بڑے عز و افتخار اور تکبر و غرور کے نشے میں امریکہ کے صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے دربار میں رسائی بھی دلائی جاتی ہے، جو بین الاقوامی میڈیا کے سامنے پاکستان پر الزامات لگا کر ہمارے پیارے ملک پاکستان کی توہین کرتا ہے۔

اس کے بعد اسی سال جب حج فارم جاری کیا جاتا ہے تو اس حج فارم میں موجود ختم نبوت کا حلف نامہ اُڑا دیا جاتا ہے۔ علمائے کرام اور عوام کے بھرپور احتجاج کے بعد وزیر مذہبی امور لایعنی سی وضاحتیں کرتے ہیں اور پھر خود ہی قائمہ کمیٹی کے سامنے اقرار کرتے ہیں کہ پہلے حلف نامہ اصل فارم سے بھی اُڑا دیا گیا تھا، میں نے احتجاج کیا اور اس کے بعد اصل فارم میں اسے بحال کیا گیا، اور وعدہ کیا کہ میں تحقیقات کراؤں گا، لیکن آج تک تحقیقات نہ کرائی جاسکیں۔ اور اب حال ہی میں پوری دنیا کی طرح جہاں پاکستان بھی کرونا کی وبا کے خوف میں مبتلا ہے، وہاں وزارتِ مذہبی امور کے تحت اقلیتی کمیشن کے لئے سمری بنتی ہے تو اس میں دوسری اقلیتوں کے علاوہ قادیانیوں کا نام بھی شامل کر لیا جاتا ہے، میڈیا میں اس خبر کے آنے کے بعد جب وزیر مذہبی امور سے اس کے بارہ میں استفسار کیا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اس کے بارہ میں مشاورت (ڈسکشن) ہوئی تھی، لیکن فیصلہ نہیں ہوا تھا، اور یہ بھی کہا کہ پانچ چھ کابینہ ارکان کی یہ رائے تھی، لیکن اکثریت نے اسے مسترد کر دیا، پھر سوال ہوا کہ سمری میں کس نے نام ڈالے تو وہ کہنے لگے: پتہ نہیں، میں تحقیقات کراؤں گا۔

یہ سوچنے کی بات ہے کہ اگر وزیر موصوف صحیح کہہ رہے ہیں تو عین ان کی وزارت کے نیچے کون سے قادیانیوں کے ایسے کارندے ہیں جو قادیانیت نوازی کر رہے ہیں، بلکہ اس طرح خلاف آئین اور خلاف قانون حرکت کر کے حکومت، ملک اور قوم کو بھی اضطراب میں مبتلا کر رہے ہیں۔ کیا وہ اتنے

جری ہوگئے ہیں کہ حکومتی کاموں میں بھی مداخلت کرنے لگے ہیں، اسی لئے علمائے کرام اور آئین ساز اسمبلی کے معزز اراکین نے ۱۹۷۴ء میں ان کو غیر مسلم اقلیت میں شامل کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی مطالبہ کیا تھا کہ ان کو کلیدی عہدوں سے بھی ہٹایا جائے۔ یہ جب تک ان عہدوں پر براجمان رہیں گے، اس وقت تک ملک اور قوم کو آزمائش کی بھٹی میں ڈالتے رہیں گے، ان حرکتوں اور کرتوتوں کے سامنے آنے سے ہمیشہ کی طرح آج بھی ان کی بات سوفی صد درست ثابت ہورہی ہے۔

عجیب مذاق ہے کہ ایک گروہ جو ایک ملک کے آئین اور قانون کو نہیں مانتا، لیکن اپنے مفادات سمیٹنے کی خاطر اس ملک کے کلیدی عہدوں پر براجمان ہے، گویا مسلمانوں کی اکثریت پر ایک اقلیت حکومت کررہی ہے، حالانکہ جسٹس میاں محبوب احمد کی عدالت نے ۲ دسمبر ۱۹۸۱ء میں ایک فیصلہ دیا تھا کہ ’’کوئی قادیانی مسلم اکثریت والے گاؤں کا نمبردار نہیں بن سکتا۔‘‘ (سی ایل سی ۱۹۸۲ء، ص:۳۵۷)

جب ایک مسلم اکثریت والے گاؤں کا ایک اقلیت سے تعلق رکھنے والا قادیانی نمبردار نہیں بن سکتا، تو مسلم اکثریت والے ملک کے وفاقی محکمے ہوں یا صوبائی اور شہری محکمے ان کے کلیدی عہدوں پر قادیانی کیسے براجمان ہوسکتے ہیں، یہ حکومت اور اربابِ اقتدار سے سوال ہے۔

قادیانیوں کے اقلیتی کمیشن میں شمولیت کے بارہ میں جیسے ہی خبر میڈیا میں آئی تو جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم (امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) اور مجلس کے مرکزی راہنماؤں کی طرف سے ۲۹ اپریل ۲۰۲۰ء کو یہ بیان جاری کیا گیا کہ: ’’حکومتی حلقہ سے اس خبر کا آنا کہ ایک اقلیتی کمیشن میں قادیانیوں کو بھی شامل کرلیا گیا ہے، یہ محلِ نظر ہے اور مسلمانوں کے لئے تشویش کا باعث، اس لئے کہ پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلے اور دستورِ پاکستان کو نہ ماننے کی بنا پر قادیانی آئین پاکستان کے منکر اور باغی ہیں اور آئین کے باغیوں کو کسی کمیشن کا رکن بنانا کسی طور پر درست نہیں۔ پاکستان کا آئین قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیتا ہے اور آج تک انہوں نے اپنی اس حیثیت کو تسلیم نہیں کیا۔ آئین کے باغی اور آئین شکن گروہ کو حکومت کے کسی کمیشن میں شریک کرنا یہ ان کی آئین شکنی پر حوصلہ افزائی کے مترادف ہے۔ جب سے قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا گیا ہے، آج تک قادیانیوں کو کسی کمیشن میں شامل نہیں کیا گیا۔ اب وہ اپنی اس آئینی حیثیت کو تسلیم نہ کریں اور آئین کے انکار کے باوجود انہیں کمیشن کا ممبر بنانا گویا ان کے لئے راستہ مہیا کرنا ہے کہ آئندہ وہ امن کمیٹیوں میں، علماء بورڈ میں، مکالمہ بین المذاہب میں اور پاکستان کے تمام پلیٹ فارموں کو وہ استعمال کرسکیں، یہ قادیانیوں کو مسلمانوں پر مسلط کرنے کی اور حکومت کی قادیانیت نوازی کی بدترین مثال ہے۔ ریاست مدینہ کی مدعی گورنمنٹ سے ایسے اقدام کی بالکل توقع نہیں تھی۔ انہوں نے یہ اقدام کرکے اسلامیان وطن کے ساتھ ناقابل تلافی اور ناقابل معافی زیادتی کا ارتکاب کیا ہے۔ حکومت انہیں کمیشن میں شامل کرنا چاہے تو ہمیں خوشی ہوگی لیکن پہلے قادیانیوں سے وہ یہ تسلیم کرائے کہ ہم بطور غیر مسلم کے اس اقلیتی کمیشن میں شامل ہورہے ہیں۔ ہمیں خوشی ہوگی کہ انہیں کمیشن کا ممبر بنادیا جائے لیکن اگر وہ یہ تسلیم نہیں کرتے اور پھر بھی انہیں ممبر بنایا جاتا ہے تو یہ پاکستان کے آئین اور پاکستان کی بنیادوں کے ساتھ زیادتی کے مترادف ہوگا اور اسے ہم مسترد کرتے ہیں، حکومت کو چاہئے کہ اپنے اس ناروا فیصلے پر نظر ثانی کرے۔‘‘

حکومت نے اگرچہ بعد میں قادیانیوں کو اس اقلیتی کمیشن میں شامل نہیں کیا، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا وہ قانون کی رو سے ایسا کرنے کے مجاز بھی ہیں یا نہیں؟ وکلاء حضرات کا کہنا یہ ہے کہ قانونی طور پر بھی قادیانیوں کو حکومت کسی کمیشن میں داخل کرنے کی مجاز نہیں ہے، کیونکہ ہر اقلیت دستور کے آرٹیکل ۳۶ کے تحت پہلے حکومت کو درخواست کرے گی کہ میرا تعلق فلاں اقلیت سے ہے، مجھے ان کے تحت رجسٹرڈ کیا جائے، اقلیت میں رجسٹرڈ ہونے کے بعد کسی حکومتی ذمہ داری یا کمیشن میں شامل ہوسکتے ہیں۔ جب قادیانیوں نے اپنے آپ کو اقلیت کے طور پر رجسٹرڈ نہیں کرایا تو وہ کمیشن میں کیسے شامل ہوسکتے ہیں؟ یہ ایسے

ہی ہے جیسے میٹرک پاس کئے بغیر کوئی فرسٹ ائیر یا سیکنڈ ائیر کے امتحان میں شریک ہو جائے۔ جس طرح یہ خلاف ضابطہ اور خلافِ قانون ہے، اسی طرح وہ بھی خلافِ ضابطہ اور خلافِ قانون ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان کا اصرار اور حکومت کا یہ اقدام پاکستانی قوم کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔

قادیانیوں کو اقلیتی کمیشن میں شامل کرنے کی ان کوششوں کے ردِعمل میں موجود پاکستانی قوم میں پائے جانے والے اضطراب کو محسوس کرتے ہوئے مسلم لیگ ق سے تعلق رکھنے والے پنجاب اسمبلی کے معزز رکن جناب حافظ عمار صاحب کی جانب سے تحفظ ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے حق میں قرارداد پیش کی گئی، جسے پورے ایوان نے متفقہ طور پر منظور کر لیا، تاریخ میں محفوظ کرنے کے لئے اسے یہاں نقل کیا جاتا ہے، قرارداد کے متن میں کہا گیا کہ:

’’ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ’’اے مسلمانو! حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کی مہر ہیں اور اللہ ہر بات کو خوب جاننے والا ہے۔‘‘ یعنی مہر لگ گئی اور یہ راستہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا ہے، یہاں سے اب کسی اور نبوت کے اجرا کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا) (سورالاحزاب آیت: ۴۰)۔ جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’میری امت میں سے تیس افراد ایسے اٹھیں گے جو کذاب (انتہائی جھوٹے) ہوں گے۔ ان میں سے ہر شخص اپنے بارے میں یہ گمان کرتا ہوگا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، اب میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا‘‘۔ حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور فضیلت کا پہلو اس اعتبار سے ہے کہ نبوت آپ پر کامل ہوگئی ہے، رسالت کی آپ پر تکمیل ہوگئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن وحدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ضمن میں خاص طور پر تکمیل اکمل جیسے الفاظ بکثرت استعمال ہوئے ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ’’آج کے دن ہم نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے۔ اور آپ پر اپنی نعمتوں کا اتمام فرمادیا ہے۔‘‘ یہ ایوان وفاقی کابینہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہے جنہوں نے قادیانیوں کو اس بناء پر اقلیتی کمیشن میں شامل نہیں کیا۔ قادیانی نہ آئین پاکستان کو مانتے ہیں نہ اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرتے ہیں۔ یہ ایوان اعادہ کرتا ہے کہ آئے روز ناموس رسالت پر کوئی نہ کوئی مسئلہ کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ کبھی حج فارم میں تبدیلی کر دی جاتی ہے، کبھی کتب میں سے خاتم النبیین کا لفظ نکال دیا جاتا ہے لیکن آج تک ان سازشیوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے، لیکن ہمیں تحفظ ناموس رسالت کی بھیک مانگنی پڑتی ہے۔ یہ ہم سب کیلئے شرم کا مقام ہے۔ یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ یہ سلسلہ بند ہونا چاہئے، جو لوگ ان سازشوں میں ملوث ہیں ان کو بے نقاب کر کے سخت سے سخت سزا دی جائے۔ اقلیتی کمیشن میں ہندو، سکھ اور مسیحی بیٹھے ہیں ہم نے کبھی ان پر اعتراض نہیں کیا کیونکہ وہ اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہتے۔ ہم اقلیتوں کو آئین میں دیئے گئے حقوق کے لئے آواز بلند کرتے ہیں۔ یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ اگر قادیانیوں کا سربراہ یہ لکھ کر بھیج دے کہ وہ آئین پاکستان کو مانتے ہیں اور اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرتے ہیں تو ہمیں ان کے اقلیتی کمیشن میں بیٹھنے پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ ختم نبوت کا معاملہ ہمارے لئے ریڈ لائن ہے، تحفظ ختم نبوت، تحفظ ناموس رسالت، تحفظ ناموس اصحاب رسول، تحفظ ناموس اہل بیت اطہار اور تحفظ ناموس امہات المومنین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بڑھ کر ہمارے لئے کوئی چیز نہیں، اس پر ہمارا سب کچھ قربان ہے۔ اس پر کسی کو ابہام نہیں ہونا چاہئے۔ اس موقع پر اسپیکر چوہدری پرویز الٰہی نے کہا کہ ہم سب ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے محافظ ہیں۔ وفاقی کابینہ میں اکثر وزراء نے اس ترمیم کی مخالفت کی۔ کابینہ نے طے کیا کہ جب تک قادیانیوں کا سربراہ تسلیم نہیں کرتا

کہ وہ غیر مسلم ہیں تب تک وہ قومی اقلیتی کمیشن میں نہیں شامل ہوسکتے۔قادیانی آئین پاکستان کو جب تک تسلیم نہیں کرتے وہ کمیشن میں نہیں آ سکتے۔ایجنڈا ختم ہونے پر اسپیکر چوہدری پرویز الٰہی نے اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کردیا۔'' (روزنامہ انتخاب،۱۲مئی،۲۰۲۰ء)

....

''کے پی کے'' کے سرکاری اسکولوں میں ایک بار پھر چوتھی کلاس کی اسلامیات کے نصاب سے عقیدہ ختم نبوت کے متعلق مضمون میں تحریف کی گئی ہے اور یہ کسی قادیانی یا قادیانی نواز کی کارستانی ہوسکتی ہے۔دونوں کتابیں میرے سامنے ہیں اور دونوں میں فرق واضح کیا جاتا ہے،۱۸-۲۰۱۷ء کے چوتھی کے اسلامیات کے نصاب کی کتاب میں صفحہ نمبر:۱۳۰پر انبیاء ورسل علیہم السلام پر ایمان کے عنوان کے تحت عبارت ہے:

''سب سے آخر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری رسول اور نبی ہیں، **آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے**،قیامت تک آنے والے انسانوں کی رہنمائی کا واحد ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر **نازل ہونے والی** کتاب قرآن مجید اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور سیرت ہے۔**ان باتوں پر یقین رکھنا عقیدہ ختم نبوت کہلاتا ہے، جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری پیغمبر نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ جھوٹا اور اسلام سے خارج ہے**۔''

۲۰-۲۰۱۹ء کے چوتھی کے اسلامیات کے نصاب کی کتاب میں یہی عبارت یوں ہے:

''سب سے آخر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری رسول اور نبی ہیں،یعنی قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی رہنمائی کا واحد ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا پیغام یعنی قرآن مجید اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وسیرت ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اب صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کرنے سے دنیا وآخرت میں کامیابی اور نجات مل سکتی ہے۔''

آپ نے دونوں عبارتوں میں موازنہ کرلیا،ایک تو نئے نصاب میں خط کشیدہ عبارت پوری حذف کردی گئی۔

۲:-آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر''نازل ہونے والی کتاب'' کو بدل کر'' کالایا ہوا پیغام یعنی.....'' کردیا۔

۳:-سنت اور سیرت ہے کے بعد عبارت حذف کرکے اس کی جگہ''اس کا مطلب یہ ہے کہ'' آگے عبارت بڑھائی گئی جو قادیانیوں کے منشاو مطلب کو تو پورا کررہی ہے،لیکن مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت پر چھری چلائی گئی ہے۔

۴:-اور پھر صفحہ:۱۴۰پر سوال نمبر:۶''آخری پیغمبر کون ہیں؟ عقیدہ ختم نبوت سے کیا مراد ہے؟''پورا اُڑادیا گیا۔

اس جعل سازی پر کے پی کے اسمبلی میں جمعیت علمائے اسلام کی معززہ رکن محترمہ حمیرا خاتون نے نکتۂ اعتراض اُٹھایا تو اسپیکر مشتاق غنی نے انہیں جواب دیا کہ اسلامیات کی کتاب میں سے ختم نبوت کے الفاظ حکومت کی اجازت کے بغیر ختم کئے گئے تھے،وزیر تعلیم نے الفاظ کو دوبارہ نصاب میں شامل کرنے کا حکم دے دیا ہے،جب کہ تبدیلی کے ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کی ہدایت کردی ہے۔ادھر وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا کے مشیر برائے تعلیم ضیاء اللہ بنگش نے جماعت چہارم کی اسلامیات کی کتاب سے ختم نبوت اور عقیدہ ختم نبوت کا باب نکالنے کے واقعے کا سخت نوٹس لیا ہے اور ایڈیشنل سیکرٹری اسٹیبلشمنٹ محکمہ ایجوکیشن کی سربراہی میں انکوائری کمیٹی قائم کی ہے جو معاملے کی مزید تحقیقات کرے گی اور اس میں ملوث اہلکاروں کے خلاف سخت سے

سخت کارروائی عمل میں لائی جائیگی۔مشیر تعلیم نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت ہمارے ایمان کا حصہ ہےاوراس پرکوئی سمجھوتا نہیں ہوگا اور جو بھی ذمے دار ہے اس کوضرور سزا دیں گے۔انہوں نے تمام اسکولوں ے مذکورہ جماعت چہارم کی اسلامیات کی کتاب واپس لینے اور صوبے کے تمام اسکولوں کو۲۰۱۸ء کی اسلامیات کی کتاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے اسٹاک سے مہیا کرنے کے احکامات بھی جاری کئے ہیں۔

بہرحال اہلیانِ پاکستان کے سوچنے کا مقام ہے کہ حکومتی ذمہ داران کی ناک کے نیچے ہمارے ایمان اور عقیدے پر دن دہاڑے ڈاکا ڈالا جاتا ہے،لیکن بقول ان کے ان میں سے کسی کو اس کا پتہ ہی نہیں ہوتا،جب مسلمان عوام احتجاج کرتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ حکومت کی اجازت کے بغیر یہ کام ہوا ہے اور آخر وہ کون سے خفیہ ہاتھ ہیں جو اس طرح کی مسلسل کارروائیاں کررہے ہیں،آخران کو بے نقاب کیوں نہیں کیا جاتا اورانہیں کڑی سزائیں کیوں نہیں دی جاتیں،کیا اس وقت کا انتظار ہے کہ عوام خود ان کے اوپر ہاتھ ڈالیں گے،تب حکومت کو سمجھ آئے گی،خدارا ایسے حالات نہ بنائیں کہ عوام اور ایسی خفیہ کارروائیاں کرنے والے باہم دست وگریباں ہوں اور عوام چن چن کر ایسے افراد کو خود بے نقاب کرکے عبرت کا نشان بنائے۔

....

ہمارے ملک میں امتناعِ قادیانیت آرڈی نینس ۱۹۸۴ء کے تحت قادیانیوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ کی بالکل اجازت نہیں،ایسا کرنے والے کو تین سال تک جیل اور مالی جرمانہ عائد ہوتا ہے،لیکن اس حکومت میں پاکستان میں بھی قادیانیوں کے چینل کھولے جارہے ہیں،جن پر حکومتی افراد اور مقتدر طبقہ کو احساس دلانے اور ان کی آنکھیں کھولنے کے لئے مرزا فاروق حیدر چیئرمین فورتھ پلر میڈیا واچ ڈاگ کی درج ذیل درخواست کافی ہے:

’’جناب عالی پیمرا کے چیئرمین محمد سلیم بیگ اور فخر الدین مغل ایک عرصہ سے قادیانیوں کے چینلز کو غیر قانونی طور پر اور جانتے ہوئے کہ بغیر لائسنس کسی چینل کی سرپرستی کرنا اور خاص طور پر قادیانیوں کو بغیر لائسنس کے ملک میں ڈش اور کیبل پر چلانے کی سرپرستی کرنا قانوناً جرم ہے،اس کے باوجود وہ آنکھیں بند کرکے اس تماشہ کو دیکھتے رہے،جناب عالی مزید یہ کہ فخر الدین مغل قادیانی جو کہ پیمرا آفیسر ہے اوراس نے احمدی جماعت کے ساتھ مل کر پاکستان میں نشریات چلانے کی سازش کی جس کے قادیانی ہونے کا ثبوت درخواست کے ساتھ لف ہے،پیمرا کے دیگر آفیسرز اور ملازمین کو فخر الدین مغل قادیانی کی سازش کے متعلق معلوم ہوا تو دفتر میں لڑائی جھگڑا بھی ہوا اور فخر الدین مغل کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کی بجائے چیئرمین سلیم بیگ نے نہ صرف اس معاملے کو دبادیا،بلکہ فخر الدین مغل کو پانچ سال کی چھٹی پر امریکہ بھجوادیا اوراس نے امریکہ میں سیاسی پناہ لے رکھی ہے اور وہ ابھی بھی پیمرا کا ملازم ہے۔

جناب عالی! گزارش ہے کہ قادیانی/ احمدیہ چینلز کی نشریات کو فی الفور بند کرتے ہوئے قادیانیوں کے چینلز کا Equipmen\Cable Installation مارکیٹ سے قبضہ میں لی جائے اور ڈسٹری بیوٹرز/ کیبل ڈش آپریٹرز کے خلاف قانونی کارروائی کرتے ہوئے قادیانی/ احمدیہ چینلز کی نشریات کے سیٹلائٹ بکس جن گھروں میں لگا رکھے ہیں،وہاں سے برآمد کرکے قبضہ میں لئے جائیں اور قادیانی/ احمدیہ چینلز کے سہولت کار فخر الدین مغل قادیانی کو بھی فوری پیمرا سے برطرف کیا جائے۔‘‘

العارض: مرزا فاروق حیدر (چیئرمین فورتھ پلر میڈیا واچ ڈاگ)

یہ مطالبہ کہ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے یہ کوئی بلا جواز مطالبہ نہیں،بلکہ اس کا محرک یہ ہے کہ ہر قادیانی کسی محکمہ میں ملازم بعد میں ہوتا ہے اور اپنے جھوٹے نبی مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کا مبلغ پہلے ہوتا ہے اور وہ اپنے عہدہ اور اسٹیٹس کو استعمال کرتے ہوئے قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے، جیسا کہ وفاقی شرعی عدالت نے اپنے ایک فیصلے میں کہا کہ:

”مذہب کی تبلیغ پر پابندی کا محرک بھی اسی طرح کی سوچ ہے۔ قادیانیوں نے خود کو مسلمان کہنے اور مسلمانوں کو یہ تسلی دینے کہ احمدیت کو ماننے کا معنی اسلام کو ترک کرنا یا ایمان کے بدلے کفر کو اختیار کرنا نہیں، بلکہ بہتر مسلمان بننے کا موقع ہے، کی حکمت عملی کی بدولت ان میں اور زیادہ تر پنجاب میں کچھ کامیابی حاصل کی۔ اس مقصد کے کے لئے وہ تعلیم یافتہ مسلمانوں کے دلوں میں سخت فرقہ واریت اور علماء کی مسلسل شدت کے خلاف موجود نفرت کے روایتی سروں کو چھیڑتے ہیں اور انہیں اپنی تبلیغ، جسے وہ اسلام میں آزاد خیالی قرار دیتے ہیں، کی جانب راغب کرتے ہیں۔ یہ حکمت عملی، جس نے انہیں کچھ فائدہ دیا ہے، اس سوداگر کے اس فراڈ سے گہری مماثلت رکھتی ہے جو اپنے گھٹیا سامان کو ایک شہرت یافتہ فرم کا اعلیٰ قسم کا معروف سامان ظاہر کر کے چلتا کرتا ہے، قادیانی یہ تسلیم کرلیں کہ ان کی تبلیغ اسلام کے لئے نہیں، بلکہ کسی اور مذہب کی طرف ہے، تو بے خبر مسلمان بھی اپنے ایمان کو چھوڑ کر کفر قبول کرنے سے نفرت کریں گے، بلکہ اُلٹا قادیانیوں کے دلوں سے احمدیت کا طلسم ٹوٹ جائے گا۔“ (قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے، مرتبہ: فیاض اختر ملک، ص: ۲۳۰-۲۳۱)

افسوس یہ ہے کہ حکومت وقت، ارباب اقتدار اور ان کے حواریوں کو اب بھی ندامت نہیں، اس لئے کہ انہیں احساس ہی نہیں کہ ہماری حکومت میں خلاف دستور و خلاف قانون کوئی کام ہو رہا ہے، جس کی وجہ سے وہ معاشی بدحالی، اسکینڈل پر اسکینڈل، وبائی امراض اور ٹڈی دل کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کی گرفت میں ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ دل کے اندھاپن سے محفوظ رکھے، اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یا اللہ! ہمارے اہل وطن اور حکومت کے قصور معاف فرما، ہمارے ملک کے اربابِ حل وعقد کو فتنۂ قادیانیت کو سمجھنے، ان سے بچنے اور اپنے ملک کو ان کی سازشوں سے محفوظ فرما۔ یا اللہ! ہمیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس ملک پر، نیک، عادل، دینی حمیت اور ملکی وقار سے سرشار حکمران نصیب فرما، جو ملک، قوم اور مسلمانوں کو نیکی اور شرافت کی راہ پر ڈالیں، مظلوموں کے ساتھ عدل وانصاف کریں اور کمزوروں کی مدد اور اعانت کریں، **وما ذلک علی اللہ بعزیز۔**

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ أجمعین

جامعہ بنوری ٹاؤن کے سینئر استاد قاری نسیم الدین انتقال کر گئے

کراچی (پ ر) جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے سینئر استاد مولانا قاری نسیم الدین قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی عمر ۷۴ سال تھی۔ گزشتہ کئی دنوں سے دل اور گردوں کے مریض تھے۔ مرحوم ۵۵ سال تک حفظ قرآن، تجوید قرأت اور شعبۂ کتب کی درس وتدریس میں مشغول رہے۔ پسماندگان میں ۲ بیوہ، ۲ بیٹیاں اور ۱۰ بیٹے، سینکڑوں شاگرد اور معتقدین چھوڑے۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے قائدین نے مولانا قاری نسیم الدین کی وفات پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا اور لواحقین سے تعزیت کی۔ مرحوم کی نماز جنازہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی شاخ تعلیم الاسلام گلشن عمر سہراب گوٹھ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ مرحوم کے صاحبزادہ مفتی عبدالمالک نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں علماء، طلبا، عملہ، معتقدین اور عوام الناس کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ مرحوم کی تدفین ملیر ہائی وے کے قریب مدرسہ خدام القرآن کے قبرستان میں کی گئی۔ مرحوم معروف صحافی انور غازی کے سسر تھے، مولانا قاری نسیم الدین کے بڑے صاحبزادے مولانا مفتی عبدالملک جو دارالعلوم کراچی کے فاضل اور متخصص ہیں۔ دوسرے صاحبزادے مولانا طلحہ ہیں جو جامع مسجد الہدیٰ کراچی کے امام و خطیب ہیں۔ تیسرے صاحبزادے مولانا اسامہ ہیں جو پیر مولانا مفتی مختار الدین شاہ مدظلہ کے خلیفہ اور البرہان انسٹیٹیوٹ کے مدرس ہیں۔ آپ جمعیت تعلیم القرآن ٹرسٹ کے نگران بھی رہ چکے تھے۔ ۴۰ سال تک جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی شاخ گلشن عمر میں تدریس کرتے رہے۔ جامعہ کے اساتذہ اور طلبا مرحوم کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ قارئین سے درخواست ہے وہ بھی مرحوم کے لئے ایصال ثواب فرمائیں۔ (روزنامہ اسلام کراچی، ۱۲/جون ۲۰۲۰ء)

قادیانیوں کے سوالات کے جوابات

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

قادیانیوں نے حال ہی میں اپنے چینل سے مسلمانوں پر سوالات کرنے شروع کئے ہیں۔ ذیل میں ان کے سوالات نقل کر کے جوابات پیش خدمت کئے جاتے ہیں۔

قادیانی سوال نمبر۱:

جب ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم آنحضور ﷺ کے بعد کسی بھی نبی یا مجدد کی آمد پر ایمان سے انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتی ہے، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتظار پاکستانی مسلمانوں کو کیا قرار دیتا ہے؟

جواب:

قادیانیوں کو چیلنج دیا گیا تھا کہ آپ جھوٹ بولتے ہیں۔ آئینی ترمیم کے نام سے جو آپ نے سوال کیا ہے یہ غلط ہے۔ آئینی ترمیم میں سرے سے اس بات کا تذکرہ تک نہیں۔ چنانچہ وہ آئین کی ترمیم میں ابھی تک یہ الفاظ نہیں دکھا پائے اور نہ دکھا پائیں گے۔ دیدہ باید!

اس چیلنج کے بعد پھر قادیانیوں نے اپنا مؤقف بدلا۔ آئینی ترمیم کی بجائے ووٹرلسٹوں یا شناختی کارڈ کے فارم کے حلف نامہ کو لائے۔ لیکن یہ بھی ان کا اپنے عوام کی آنکھوں میں چالاکی و دھوکہ دہی سے مٹی ڈالنے کے مترادف ہے۔ اس لئے کہ قادیانی قیادت جانتی ہے کہ اس حلف نامہ کی اصل غرض یا روح وہ یہ ہے کہ دھوکہ دہی سے کوئی قادیانی جھوٹ بول کر مرزا قادیانی کو مانتے ہوئے خود کو مسلمان نہ لکھ سکے۔ یہ فارم کے حلف نامہ کی روح ہے۔ جس سے مرزا قادیانی کے کفر پر مسلمان فارم پُر کنندہ کے دستخط لئے جاتے ہیں۔ وہ قادیانی یا لاہوری نہیں۔ مرزا قادیانی کے کفر پر دستخط کر کے قادیانیوں کو مسلمانوں میں شامل ہونے سے روک ڈالی جاتی ہے۔ تاکہ واضح ہو کہ مرزا قادیانی کے ماننے والے مسلمان نہیں۔ رہا سیدنا مسیح علیہ السلام کا انتظار یا تشریف لانا اور اس ترمیم سے رکاوٹ اس کا شائبہ تک نہیں۔ معترض پتھروں سے ٹکرا کر بھی یہ ثابت نہیں کر سکتا۔ محمد عربی ﷺ سے پہلے کے نبی کی آمد اور اس نبی کا تشریف لا کر دین اسلام و دین محمدی کے علم کو بلند کرنا، ختم نبوت کے منافی یہ تب ہوتا کہ جب سیدنا مسیح، حضور علیہ السلام کے بعد نبی بنائے جاتے۔

۱...... آپ ﷺ سے پہلے کے نبی کا حضور علیہ السلام کی امت میں آکر شامل ہونا۔

۲...... حضور علیہ السلام کے امتی کہلانے والے کسی شخص کا حضور علیہ السلام کے بعد نبی بن جانے کا دعویٰ کرنا۔

اگر قادیانی ان جدا جدا دو باتوں کو نہیں سمجھتے تو پھر ان سے خدا ہی سمجھے۔ مسیح علیہ السلام آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جاچکے۔ ان کی آمد ثانی ختم نبوت کے منافی نہیں بلکہ صاحب ختم نبوت کے فرامین کی تعمیل ہے۔ ہاں! حضور علیہ السلام کے بعد مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت کرنا ختم نبوت سے انکار اور حضور علیہ السلام کے فرامین کی بغاوت ہے۔ فرمانبردار و باغی میں جتنا فرق ہے ان دو جدا جدا، علیحدہ باتوں میں اس سے بھی زیادہ فرق ہے۔

۳...... مرزا قادیانی نے (تریاق القلوب ص۱۵۷، خزائن ج۱۵ ص۴۷۹) میں اپنی پیدائش کا منظر یہ لکھا ہے: ''میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد والدین کے گھر میں کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔'' اس عبارت میں خاتم کا لفظ اولاد جمع کی طرف مضاف ہے۔ جس سے مرزا کا اپنے ماں باپ کی آخری اولاد ہونا متحقق ہے۔ خود مرزا نے بھی یہی مراد لیا ہے کہ: ''میرے بعد میرے والدین کے گھر میں کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا۔'' قادیانی توجہ کریں کہ جب مرزا نے خود کو خاتم الاولاد کہا مرزا قادیانی کا بڑا بھائی مرزا غلام قادر زندہ تھا۔ مرزا غلام قادر کے زندہ ہونے سے مرزا کے خاتم الاولاد پر کوئی فرق نہ پڑا تو رحمت عالم ﷺ سے پہلے کے نبی سیدنا مسیح علیہ السلام کے زندہ ہونے سے بھی آپ ﷺ کے خاتم النّبیین پر کوئی فرق نہیں آتا۔ پھر مرزا غلام قادر کا صبح

وشام مرزا کے ماں باپ کے گھر آنا جانا تھا۔ اپنے سے پہلے بھائی کا مرزا کے والدین کے گھر آنا جانا مرزا کے خاتم الاولاد ہونے سے مانع نہیں تو مسیح علیہ السلام کا دوبارہ آنا بھی حضور علیہ السلام کے خاتم النّبیین ہونے کے منافی نہیں۔

ہاں! مرزا کے بعد اگر مرزا کے ماں باپ کے ہاں کوئی لڑکی یا لڑکا پیدا ہوتا تو مرزا خاتم الاولاد نہ رہتا۔ اسی طرح اگر آپ ﷺ کے بعد کسی شخص کو نبوت مل جاتی تو یہ آپ کی ختم نبوت کے منافی ہوتا۔ اب تو قادیانی معترض کو سمجھ جانا چاہئے۔

۴...... کل قیامت کے دن سیدنا آدم علیہ السلام سے سیدنا مسیح علیہ السلام تک ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء موجود ہوں گے۔ ان کی موجودگی میں خاتم النّبیین حضرت محمد عربی ﷺ ہوں گے تو یہ اظہر من الشّمس ثابت ہوئی کہ حضور علیہ السلام سے پہلے کے کسی نبی کی دوبارہ آمد یا موجودگی وہ حضور علیہ السلام کی خاتمیت کے منافی نہیں ہے۔ ہاں! حضور علیہ السلام کے بعد کسی شخص کا دعویٰ نبوت وہ ختم نبوت کے منافی اور بغاوت ہے۔

قادیانی سوال نمبر۲:

جن علماء نے اسمبلی میں بیٹھ کر احمدیوں کو کافر قرار دیا، وہ سب ایک دوسرے کو کافر قرار دے چکے ہوئے تھے۔ پھر آئینی ترمیم احمدیوں ہی کے خلاف کیوں کی گئی؟

جواب:

۱...... قادیانیوں کا یہ شاہکار جھوٹ ہے کہ ۱۹۷۴ء کے ممبران اسمبلی علماء ایک دوسرے کو کافر کہتے تھے۔ البتہ وہ سب مرزا قادیانی کے کفر پر متفق تھے۔

۲...... بعض علماء کا دوسرے فرقہ کے بعض افراد پر فتویٰ دینا یہ اعتراض قادیانیوں نے اسمبلی میں بھی اٹھایا تھا۔ وہاں ایسا جواب ملا کہ ان کا منہ بند ہوگیا۔ باسی کڑی کا اب ابال، عقل وخرد کے خلاف ہے۔

۳...... حضور علیہ السلام کی گستاخی کفر ہے۔ جس عالم نے فتویٰ دیا، سو فیصد صحیح دیا۔ جس کے خلاف یہ فتویٰ دیا گیا۔ اس نے بھی کہا کہ حضور علیہ السلام کی گستاخی کو میں بھی کفر سمجھتا ہوں تو وہ فتویٰ پادر ہوا ہوگیا کہ غلط فہمی سے غلط فتویٰ دیا۔ تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ، تحریک ناموس رسالت میں تمام مکاتب فکر اور پوری امت کل بھی ایک تھی، آج بھی ایک ہے۔ بعض لوگوں کے بعض لوگوں کے خلاف وقتی، ناسمجھی کے فتویٰ گاؤ خورد ہوگئے۔ الزام کفر کا کسی دوسرے فرقہ نے التزام نہ کیا۔ لہٰذا وہ فتاویٰ ناقابل قبول ہوگئے۔

حضور علیہ السلام کے بعد دعویٰ نبوت کفر ہے۔ پوری امت ان تمام جھوٹے مدعیان نبوت مسیلمہ کذاب تا مسیلمہ پنجاب کو کافر سمجھتی ہے۔ قادیانی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا نبی تھا تو ان کے اس تسلیم سے مرزائیوں نے ایک کفر کو تسلیم کر کے الزام کفر کا التزام کر لیا۔ لہٰذا یہ پوری امت کے نزدیک کافر قرار پائے۔ نہ صرف آئین پاکستان بلکہ فیصلہ ہائے سپریم کورٹ، پاکستان وافریقہ، رابطہ عالم اسلامی سب نے ان کے کفر کا اعلان کیا تو قادیانیوں کے کفر پر امت کا اجماع ہوگیا۔ ایک انجینئر کی غلط ڈیزائننگ سے پوری دنیا کے انجینئروں کا، ایک ڈاکٹر کے ایک غلط آپریشن سے دنیا بھر کے ڈاکٹروں کا انکار کرنا عقل مندی نہیں۔ بعض کے بعض کے خلاف بعض غلط فتوؤں کی بنیاد پر پوری امت کے صحیح متفقہ اجماعی مؤقف پر اعتراض کرنا بھی دانش مندی نہیں۔ پھر بھی قادیانی اس فرق کو نہیں سمجھ پارہے تو اپنے کیے کی تو پا رہے ہیں۔

قادیانی سوال نمبر۳:

۱۹۵۳ء میں پاکستانی علماء مسلمان کی کوئی تعریف پیش نہ کر سکے۔ ۲۱ سال بعد مسلمان کی تعریف بیان کرنے ہی لگے تو اس میں یہ نہ بتا سکے کہ مسلمان کون ہوتا ہے، صرف یہ بتادیا کہ مسلمان کون ''نہیں'' ہوتا؟

جواب:

مسلمان کی تعریف علم کلام کی کتب میں چمکتے دمکتے سورج کی طرح واضح موجود تھی، ہے، اور رہے گی۔ ''تصدیق الرسول بما جاء به وعلم مجیئه باالضرورة'' آپ ﷺ جو کچھ اللہ رب العزت کی طرف سے لائے جو ضروریات ہیں ان کو ماننے کا نام مسلمان ہے۔ ہر عالم دین یہ تعریف پڑھا ہوا ہے اور جانتا ہے۔ یہ تعریف ۱۹۵۳ء میں بھی کی گئی۔ ''ضروریات دین'' ہر وہ چیز جس کا دین ہونا ہر مسلمان کو معلوم ہوا۔ اس میں توحید، ملائکہ، آسمانی کتب، تمام انبیاء، یوم قیامت، تقدیر، بعث بعد الموت سب شامل ہیں اور یہ ایمان مفصل میں مذکور ہیں۔

مسلمان کی اوپر جو تعریف کی گئی۔ اس کا ایمان مجمل میں تذکرہ ہے۔ ''امنت باالله کما هو باسمائه وصفاته وقبلت جمیع احکامه اقرار باللسان وتصدیق باالقلب'' اللہ تعالیٰ کے جملہ احکامات کا زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنے کا نام مسلمان ہے۔ جملہ

احکامات یا ضروریات دین یا جو کچھ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے۔ یہ مختلف تعبیرات ہیں۔ مفہوم سب کا ایک ہے۔

پورے دین کو دل وجان سے ماننا مسلمان ہونا ہے۔ دین کی کسی ایک بات، جس کا دین ہونا سب کو معلوم ہو اس کا انکار کفر ہے۔ کلمہ پڑھنا اس کی علامت ہے۔ ہاں! کلمہ پڑھ کر کوئی دین کی ثابت شدہ مانی ہوئی بات کا انکار کرے گا تو کلمہ کا منکر سمجھا جائے گا۔ امام محمد فرماتے: ''من انکر شیأ من شرائع الاسلام فقد بطلت قوله لا الــه الا الله '' دین اسلام کی شرائع (ضروریات دین) کسی ایک کے انکار سے اس کا کلمہ پڑھنا باطل ہو جائے گا۔ ان تفصیلات کے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ علماء نے ان تفصیلات کو بیان کیا تو جسٹس منیر نے کہا علماء متفقہ تعریف نہیں کر سکے۔ اس نے جھوٹ کی گندگی جو پیٹ میں اتاری وہی قادیانی کر رہے ہیں۔ (یہ جملہ مرزا قادیانی کے حوالہ سے لیا ہے۔ قادیانیوں نے برا منانا ہے تو مرزا کی پشت پر سوار ہو کر کوڑا برسائیں تاکہ اسے تعزیر نصیب ہو)

۱۹۷۴ء میں آئین بناتے وقت جب ہمارے حضرات نے تسلیم کرا لیا کہ صدر مملکت مسلمان ہوگا تو سوال پیدا ہوا کہ مسلمان کون ہے۔ اس کی تعریف آئین میں درج کی جائے۔ جناب کوثر نیازی صاحب نے جناب بھٹو صاحب سے کہا کہ علماء سے کہیں کہ وہ مسلمان کی تعریف بتائیں۔ یہ نہیں بتا سکیں گے۔ جناب کوثر نیازی کا یہ کہنا بھی جسٹس منیر کے کذب سے متاثر ہونے کے باعث تھا۔ جناب بھٹو صاحب نے جناب کوثر نیازی کی بات سن کر فرمایا کہ علماء مسلمان کی تعریف کریں۔ مولانا مفتی محمود صاحب فلور پر مسلمان کی تعریف درج کرنے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ جناب کوثر نیازی اور جناب بھٹو صاحب کی باہمی گفتگو کے انداز سے مولانا عبدالحق شیخ الحدیث بھانپ گئے کہ اب بات مسلمان کی جامع تعریف کی طرف بڑھ رہی ہے۔ انہوں نے اس دوران مسلمان کی تعریف کاغذ پر لکھ لی۔

جناب بھٹو صاحب نے فرمایا کہ مسلمان کی تعریف پیش کرو۔ مولانا عبدالحق صاحب نے وہ لکھی ہوئی تعریف حضرت مفتی صاحب کو تھما دی۔ آپ نے وہ پڑھ دی۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے تائید کر دی۔ پورے ہاؤس نے لبیک کہی۔ قادیانی کفر ہار گیا اسلام جیت گیا۔ اس لئے کہ مسلمان کی تعریف سے ثابت ہوا کہ قادیانی مسلمان نہیں۔ یہ ۱۹۷۴ء سے بھی پہلے کی بات ہے جو ۱۹۷۳ء کے آئین کی تشکیل وتدوین کے وقت ہو گیا تھا۔ جتنا وقت قارئین کو یہ بات پڑھتے ہوئے لگے گی اس سے بھی کم وقت میں علماء آئین میں تعریف مسلم پیش کر کے فارغ ہو گئے۔

یہاں ایک لطیفہ کا ذکر ضروری ہے کہ ۱۹۵۳ء کی انکوائری عدالت میں ضروریات دین کی تعریف۔ ''جس کا دین ہونا ہر مسلمان کو معلوم ہو'' وہ کون کون سی چیزیں ہیں یا جو کچھ رحمت عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے اس کی فہرست یا تعریف تو یہ تفصیل طلب ہے۔ لیکن جج منیر نے سوال کر دیا۔ آگے مولانا محمد ادریس کاندھلوی جیسے علم الکلام کے ماہر عالم دین تھے۔ آپ نے فرمایا جو چیز جتنی عام ہو معلوم تو سب کو ہوتی ہے۔ لیکن اس کی تعریف کرنا مشکل ہوتا ہے۔ منیر نے کہا وہ کیسے؟ عدالت کی میز پر گلاس رکھا تھا۔ مولانا نے فرمایا کہ ہر عام وخاص کو معلوم ہے کہ یہ گلاس ہے۔ اس کی تعریف مشکل ہے۔ نہیں تو جج صاحب آپ فرمائیں گلاس کسے کہتے ہیں؟ منیر نے کہا شیشہ کا گول گول۔ آپ نے فرمایا کہ جگ گول گول اور شیشے کا ہوتا ہے۔ لیکن اسے کوئی گلاس نہیں کہتا۔ شیشے کی بوتل، شیشے کی بھی ہوتی ہے اور گول بھی۔ اسے بھی کوئی گلاس نہیں کہتا۔ منیر نے کہا جس سے پانی پیا جائے۔ فرمایا میں دونوں ہاتھوں کو ملا کر ان میں پانی بھر کر پی لوں تو ان کو تو کوئی گلاس نہیں کہتا۔ وہ چکرا گیا۔ مولانا نے فرمایا جج صاحب! پائجامہ کی تعریف کیا ہے؟ اس نے کہا کہ جو جسم کے نچلے حصے میں پہنا جاتا ہے۔ فرمایا یہ کام تو لنگی بھی کرتی ہے۔ لیکن اسے پائجامہ کوئی نہیں کہتا۔ اس نے کہا کہ جس کے گول گول دو حصے دو ٹانگوں کے لئے علیحدہ علیحدہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ پتلون وشلوار میں بھی ایسے ہوتا ہے۔ لیکن ان کو پائجامہ کوئی نہیں کہتا۔ اس پر منیر سٹ پٹایا۔ مولانا نے فرمایا کہ جج صاحب کیا مجھے اجازت ہے کہ میں اخبارات کو بیان جاری کروں کہ ہمارے جج صاحب کو گلاس وپائجامہ کی تعریف نہیں آتی۔

قارئین! اس تفصیل سے میری غرض یہ ہے کہ علماء مسلمان کی تعریف نہیں کر سکتے، یہ منیر کی اگلی ہوئی ہڈی ہے جسے آج دوبارہ قادیانی چبانے کے اسی طرز عمل کو دہرانے اور پروپیگنڈے میں مصروف ہیں۔ لیجئے! یہ آئین پاکستان ہے۔ ترمیم شدہ لغایت ۱۹۹۲ء کا نسخہ اس کے ص ۱۹۷ پر مسلمان صدر مملکت کے حلف نامے میں درج ہے۔

مسلمان کی تعریف

''صدق دل سے حلف اٹھاتا ہوں کہ میں

مسلمان ہوں اور وحدت وتوحید قادر مطلق تبارک وتعالیٰ، کتب الٰہیہ جن میں قرآن پاک ختم الکتب ہے۔ نبوت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بحثیت خاتم النّبیین جن کے بعد کوئی نہیں ہوسکتا۔ روز قیامت اور قرآن پاک، وسنت کی جملہ مقتضیات وتعلیمات پر ایمان رکھتا ہوں۔‘‘

(جدول سوم عہدوں کے حلف ص ۱۹۷)

(نوٹ) اس میں قرآن وسنت کی جملہ مقتضیات و تعلیمات میں تمام ’’ضروریات دین‘‘ آگئیں جن کی بحث پہلے آچکی ہے۔ اسی طرح آئین پاکستان کے ص ۱۶۴ پر صراحت کی گئی کہ آئین میں مثلاً اسمبلیوں کی سیٹوں میں کہ اتنی سیٹیں مسلم کی ہوں گی۔ اتنی غیر مسلموں کی، تو مسلم سے مراد کون؟ غیر مسلم سے مراد کون ہوگا؟ تو اس کی وضاحت کے لئے آئین میں یہ درج کیا گیا۔

الف...... ’’مسلم‘‘ سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو وحدت وتوحید قادر مطلق اللہ تبارک وتعالیٰ، خاتم النّبیین حضرت محمد (ﷺ) کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا ہو اور پیغمبر یا مذہبی مصلح کے طور پر کسی ایسے شخص پر نہ ایمان رکھتا ہو نہ اسے مانتا ہو۔ جس نے حضرت محمد (ﷺ) کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا جو دعویٰ کرے۔

ب...... ’’غیر مسلم‘‘ سے ایسا شخص مراد ہے جو مسلم نہ ہو اور اس میں عیسائی، ہندو، سکھ، بدھ یا پارسی فرقے سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص، قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کا (جو خود کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کوئی شخص یا کوئی بہائی اور جدولی ذاتوں میں سے کسی سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص شامل ہے۔ (آئین پاکستان ص ۱۶۴)

ہر ملک کے آئین میں ضرورت کے تحت الفاظ لائے جاتے ہیں۔ اس میں کسی جھوٹے مدعی نبوت سے برأت کا اضافہ اس لئے کیا گیا کہ مرزا کو مانتے ہوئے کوئی قادیانی دھوکہ سے خود کو مسلمانوں میں شمار نہ کر سکے۔ ختم نبوت پر بلامشروط ایمان کہ آپ ﷺ خاتم النّبیین ہیں، آپ ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کے مدعی نبوت سے اظہار نفرت وبیزاری ہر مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے۔ قادیانی کیوں بھول رہے ہیں کہ اہل اسلام کے نزدیک مرزا جھوٹا مدعی نبوت تھا۔ اسے پیغمبر، مذہبی مصلح، نبی ماننے والے کو ہم غیر مسلم سمجھتے ہیں۔ اس کو مسلمان، پیغمبر، مذہبی مصلح، نبی ماننا تو درکنار اسے کوئی مسلمان بھی سمجھے یا اس کو غیر مسلم نہ سمجھے اسے بھی ہم مسلمانوں میں شامل نہیں گردانتے۔ سیدنا مسیح علیہ السلام آنحضرت خاتم النّبیین ﷺ سے پہلے کے نبی ہیں۔ ان کی آمد ہمارے لئے آنحضرت ﷺ کے فرامین کی تکمیل میں جیسے ’’کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم (بخاری)‘‘ ہزاروں خوشیوں کا موجب ہوگی۔ البتہ سچے مسیح کی آمد ثانی۔ جھوٹے مدعی مسیحیت ملعون قادیان کے ماننے والوں کے لئے ہزاروں ملامتوں اور غموں کا باعث۔ سچ کی آمد پر جھوٹ کا جو حال ہوتا ہے قادیانیوں کے کذب کا وہی حال ابھی سے سوال بالا میں ہویدا ہوا چاہتا ہے۔ (جاری ہے)

قاری ہلال احمد ربانی کا سانحۂ ارتحال

کراچی (پ ر) روزنامہ جنگ کراچی اور جیو چینل کے سینئر اسٹاف ممبر قاری ہلال احمد ربانی خالق حقیقی سے جاملے، اناللہ وانا الیہ راجعون! ان کی نماز جنازہ مدینہ مسجد رازی روڈ میں ادا کی گئی اور حسن اسکوائر کے قریب قبرستان میں تدفین ہوئی۔ قاری ہلال احمد ربانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ بہت پرانے تعاون اور محبت کرنے والے ساتھی تھے، دینی خدمات میں پیش پیش رہا کرتے تھے، بزرگان دین اور علمائے کرام کے عقیدت کیش تھے اور ان کی کتابیں اپنے مطالعہ میں رکھا کرتے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفی، مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد، عبداللطیف طاہر، محمد انور رانا، سید انوار الحسن، محمد وسیم غزالی، قاری فیض اللہ چترالی اور اقرا روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے نائب مدیر مفتی خالد محمود نے جنازہ میں شرکت کی اور مرحوم کے بلندی درجات کے لئے دعا کی۔ نیز عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، نائب امرأ مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی، مولانا خواجہ عزیز احمد، مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا، ختم نبوت حج گروپ کے ڈائریکٹر عبدالرزاق خان اور دیگر نے قاری ہلال احمد ربانی کے سانحہ ارتحال پر ان کے لواحقین سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کی دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت کاملہ فرمائیں اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائیں، آمین!

قادیانی اکثریت کا ہدف کیوں؟....

گزشتہ ماہ محترم پروفیسر عبدالواحد سجاد صاحب نے روزنامہ اسلام میں شائع ہونے والے اپنے کالم میں ردِ قادیانیت کے موضوع پر کئی نہایت فکرانگیز اور مدلل کالم سپردقلم کئے ہیں، جن کی افادیت کے پیش نظر انہیں اپنے قارئین کی خدمت میں بھی پیش کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

دوسری قسط

قادیانیوں کے حوالے سے ایک سوال بہت زیادہ گردش کررہا ہے کہ قادیانیوں کے ساتھ عام اقلیتوں سے مختلف رویہ کیوں اپنایا جاتا ہے؟ کیا یہ امتیازی رویہ نہیں؟ اگر آئین نے انہیں غیرمسلم اقلیت قرار دیا ہے تو پھر انہیں دوسری اقلیتوں کی طرح جینے کا پوراحق دیا جانا چاہئے۔ ان کے حقوق ماننے سے مسلم اکثریت کیوں انکار کرتی ہے جبکہ دیگر اقلیتیں اپنی مذہبی رسوم بھی ادا کرتی ہیں، اپنے مذہبی ایام بھی مناتے ہیں، اپنی عبادت گاہوں میں آزادی کے ساتھ عبادت بھی کرتے ہیں۔

یہ سوال بھی کیا جاتا ہے کہ دوسری اقلیتوں کے افراد کسی عہدے پر فائز ہوجائیں تو ان کے بارے میں نہ تنقید ہوتی ہے اور نہ کوئی تعرض کیا جاتا ہے۔ جسٹس اے آر کارنیلیئس اور جسٹس بھگوان داس جیسے لوگوں کے حوالے سے وہ کیفیت دکھائی نہیں دی جو قادیانیوں کے حوالے سے ہے۔ اسی طرح دیگر اقلیتیں عدلیہ کے علاوہ فوج، انتظامی اداروں، اسمبلیوں اور حکومتی عہدوں پر فائز ہوتے ہیں تو ان کے خلاف کسی قسم کا پروپیگنڈا نہیں کیا جاتا، صرف قادیانیوں کے معاملے میں اتنی حساسیت کیوں دکھائی جاتی ہے؟

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب آپ کی اسمبلی نے بھی متفقہ طور پر انہیں غیرمسلم اقلیت قرار دے دیا تو پھر انہیں اقلیت کے حقوق دینے میں کیوں روڑے اٹکائے جاتے ہیں؟ اور مذہبی طبقہ ہاتھ دھوکران کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔ جب یہ مانا جارہا ہے کہ مسلم اکثریت کا رویہ عیسائیوں، یہودیوں، سکھوں اور دوسری اقلیتوں کے ساتھ قادیانیوں جیسا نہیں، کوئی عالم دین یا مسلمان مذہبی راہنما ان کی عبادت گاہوں پر چڑھائی کرتا ہے اور نہ ہی ان کی مذہبی سرگرمیوں اور تبلیغ پر۔ اسی طرح چرچوں اور گردواروں میں اضافہ پر کوئی اعتراض نہیں اٹھایا جاتا۔ نہ ان کی حکومت کی طرف رینویشین پر کسی قسم کا تحفظ ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے بعد قادیانیوں کے بارے میں یہ سوال اٹھانے اور ان کے ساتھ امتیازی برتاؤ کی بات کرنے والوں کے لئے غور و فکر کا سامان موجود ہے کہ وہ دیکھیں کہ قادیانیوں کا کون سا طرزِ عمل ہے جس کی بنا پر ان کی تبلیغی سرگرمیاں اور دیگر امور پر اکثریت معترض ہے۔

اس کا سیدھا سا جواب یہ ہے کہ ہندو، عیسائی اور سکھ اپنے اپنے حقوق کے دائرے میں رہتے ہیں اور اکثریت کے حقوق غصب نہیں کرتے، اس لئے ان پر کوئی سوال نہیں اٹھایا جاتا، جبکہ قادیانیوں کا معاملہ ان سے الگ اس لئے ہے کہ قادیانی اپنا اقلیتی اسٹیٹس تسلیم نہیں کرتے اور اکثریت کے حقوق حاصل کرنے کے خواہاں ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اکثریت ایک اقلیت کے لئے اپنے حقوق سے دستبردار ہوجائے، اگر قادیانی اپنا اسٹیٹس تسلیم کریں اور اقلیتی حقوق چاہیں تو اس پر کسی کو اعتراض ہے، نہ ہوسکتا ہے، اس لئے اگر دیکھا جائے تو اکثریت قادیانیوں کے ساتھ زیادتی کا ارتکاب نہیں کررہی بلکہ الٹا قادیانی اکثریت کے ساتھ زیادتی کے مرتکب ہیں اوراس کے جذبات مجروح کررہے ہیں۔

قادیانیوں کی بات مان لی جائے تو پھر اکثریت کو اپنے حقوق اور اسٹیٹس کو چھوڑنا پڑے گا، کیا اس کی کوئی قانونی اور اخلاقی بنیاد ملتی ہے کہ ایک اقلیت کے لئے اکثریت اپنے عقائد، مفادات اور اسٹیٹس سے دستبرداری اختیار کرے، مغربی ممالک کے حکمران، انسانی حقوق کے ادارے اور مسلم دشمن تنظیمیں جو قادیانیوں کو یہ حیثیت دلوانا چاہتی ہیں اور وہ لوگ جو ان کا آموختہ دہرانے میں مصروف ہیں اوران کے لئے لابنگ کرتے ہیں، کیا ان کا دباؤ، حمایت اور قادیانیوں کی پشت پناہی درست ہے؟ کیا یہ اکثریت کے حقوق پر ڈاکا ڈالنے کے مترادف نہیں؟ ان کے احساسات اور جذبات کو مجروح

کرنے کا عمل نہیں؟ کیا اکثریت زیادتی کی مرتکب ہے یا قادیانی اقلیت؟ اگر قادیانی اپنے حقوق کے دائرے میں رہتے اور اپنا اسٹیٹس تسلیم کرتے تو ہندوؤں، عیسائیوں اور سکھوں سمیت دیگر اقلیتوں کی طرح ان کی کسی سرگرمی پر اکثریت کوئی سوال اٹھاتی نہ اسے اعتراض اور تحفظات ہوتے۔

اب آیئے اس طرز عمل کی بھی وضاحت ہوجائے جو قادیانی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ قادیانی آئین پاکستان اور اجماع امت کے تحت غیر مسلم ہونے کے باوجود خود کو غیر مسلم تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں اور وہ مسلمانی کا ٹائٹل چھوڑنے کے لئے کسی صورت آمادہ نہیں، وہ بدستور خود کو ''احمدی مسلمان'' کہتے اور کہلواتے ہیں، کیا یہ حق انہیں دیا جاسکتا ہے؟ اس کے لئے ایک آسان مثال کو سامنے رکھ لیتے ہیں، کسی بھی ملک میں ایک کمپنی یا فرم کچھ افراد مل کر بناتے ہیں، اس کا ٹریڈ مارک اور لوگو بھی قانونی طور پر رجسٹرڈ کراتے ہیں، اس کی پروڈیکشن اپنے معیار کی بنیاد پر کمپنی کی ساکھ بناتی ہے اور وہ فرم اپنے نام ٹریڈ مارک اور لوگو کے ذریعے پہچانی جاتی ہے اور ایک طویل عرصے سے عوام میں مقبول ہے، اس کا ٹریڈ مارک اور لوگو اس کی شناخت ہے، اب اگر اس سے دو چار افراد الگ ہوکر ایک اور فرم بناتے ہیں، کیا یہ نئی کمپنی پہلی فرم کا نام، ٹریڈ مارک اور لوگو استعمال کرنے کا قانونی حق رکھتی ہے؟ دنیا کے کسی ملک کا قانون اس کی اجازت نہیں دیتا کہ نئی فرم پرانی فرم کا نام اس کا ٹریڈ مارک اور اس کا لوگو استعمال کرے تو پھر کیا قادیانی اقلیت پر یہ قانون لاگو نہیں ہوتا؟

قادیانیوں کی محدود اقلیت اکثریت کا نام، ''ٹریڈ مارک'' اور لوگو استعمال کرنے پر کیوں مصر ہے؟ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی مانتے ہیں تو عقیدۂ ختم نبوت کے انکار کے مرتکب ہوتے ہیں۔ قرآن کے بعد مرزا کی کتاب تذکرہ کو وحی مانتے ہیں تو کیا وہ مسلمان کہلا سکتے ہیں؟ قرآن کو ماننے کا ان کا دعویٰ مانا جاسکتا ہے؟ کیا اسلام کا ''لوگو'' وہ استعمال کرنے کا حق رکھتے ہیں؟ تو اس کا جواب نفی میں ہے۔ اکثریت کو مطعون کرنے کی روش کیا درست کہی جاسکتی ہے؟

مسلم اکثریت قادیانی اقلیت کے جذبات و احساسات کو مجروح نہیں کررہی بلکہ قادیانی اقلیت اکثریت کے حقوق وعقائد پر حملہ آور ہے، جب وہ یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ہمارا ٹائٹل اسلام کا ہے، وہ آج بھی اسلام کا ٹائٹل چھوڑ دیں، مسلمان ہونے کی دعویداری نہ کریں، اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہنے پر اصرار نہ کریں اور مسلمانوں کی طرح اذان دینے کی اجازت نہ مانگیں تو وہ بھی عیسائیوں، ہندوؤں، سکھوں اور دوسری اقلیتوں کی طرح اپنے حقوق انجوائے کریں تو کسی کو کیا اعتراض ہوسکتا ہے؟ ان کے سیاسی، شہری، انسانی اور معاشرتی حقوق کو تسلیم کرنے سے کون انکار کرے گا؟ مسئلہ یہ ہے کہ قادیانی دنیا بھر میں اسلام کے نام پر اور مسلمان کے ٹائٹل پر سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں جو قانونی، اخلاقی اور شرعی لحاظ سے ان کا حق ہے اور نہ ہی انہیں دیا جاسکتا ہے، ان کے اس غلط طرزِ عمل کے باعث اکثریت کو مغرب اور حکومت میں بیٹھے ان کے پشت پناہوں سے شکایت ہے کہ زیادتی کے مرتکب قادیانی ہورہے ہیں اور مورد والزام اکثریت کو ٹھہرایا جاتا ہے۔ جاوید جمیل کے الفاظ میں:

ناانصافی ہر جانب ہے ہر سُو ظلمت ہی ظلمت
دیکھ کے یہ سب کیوں چپ ہیں کہتے حق کی بات نہیں

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۲/مئی ۲۰۲۰ء)

قادیانیوں کے حوالے سے سوشل میڈیا پر بحث میں جب یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ وہ آئین پاکستان کو نہیں مانتے تو اس کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ ہر نسل کش مہم اپنے لئے اس قسم کے منافقانہ جواز گھڑا کرتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قادیانی پاکستان کے آئین کو مانتے ہیں البتہ وہ دوسری ترمیم کو اپنے باطن میں نہیں مانتے جس میں انہیں کافر قرار دیا گیا ہے مگر وہ اس کی رعایت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً وہ اپنی عبادت گاہ کو مسجد کی بجائے ''دارالذکر'' کہتے ہیں۔ آئین کی کسی ایک شق کے متعلق تحفظات کا اظہار آئین سے بغاوت نہیں کہا جاتا۔

سوال یہ ہے کہ کیا آئین کی وہ شق جو یکطرفہ نہیں متفقہ طور پر منظور ہوئی اسے کسی مذہبی ادارے نے پاس نہیں کیا بلکہ آئین پاکستان کے تحت قائم ادارے نے قادیانیوں کے پیشوا مرزا ناصر کو اپنا موقف علی الاعلان اور آزادی کے ساتھ پیش کرنے کا موقع فراہم کیا اور پھر دلائل اور جوابی دلائل کے ساتھ وضاحت کے لئے سوال و جواب ہوئے اور جب مرزا ناصر نے اپنے لیڈر مرزا قادیانی کے تصورات و خیالات کا جو مسلم اکثریت کے بارے میں تھے، واضح طور پر دفاع کیا اور اس بات کا اقرار کیا کہ مرزا قادیانی کی

جھوٹی نبوت کو نہ ماننے والی مسلم اکثریت اس کے نزدیک کافر ہے تو اس کے بعد اس کا کیا جواز رہ جاتا ہے کہ مسلم ممبران پارلیمنٹ دوسری آئینی ترمیم کو منظور نہ کرتے۔

اب یہ کہنا کہ یہ وہ آئین پاکستان کو مانتے ہیں، اس کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ دوسری آئینی ترمیم کے بعد آج تک قادیانی خود کو غیر مسلم اقلیت تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوئے؟ انہوں نے آئین مخالف پروپیگنڈا نہیں کیا؟ کیا قادیانی شناختی کارڈ کے خانے کے علاوہ عملی طور پر خود کو اقلیت ماننے کے لئے تیار ہوئے؟ کیا وہ مسلسل اس کوشش میں نہیں رہے کہ سوسائٹی میں انہیں اسی طرح قبول کیا جائے؟ جیسے عام مسلمانوں کو کیا جاتا ہے؟ کیا ان کے یہ بیانات آن دی ریکارڈ نہیں کہ صرف ''احمدی'' مسلمان ہیں باقی مرزا قادیانی کو نہ مان کر کافر ہیں؟ کیا ان کے راہنما، مبلغین اور چینلز مسلم اکثریت سے وابستہ افراد کو قادیانیت کی تبلیغ نہیں کرتے؟ بیرون ممالک خصوصاً یورپ اور امریکا میں ان کی تبلیغی سرگرمیاں کس قدر پھیلی ہوئی ہیں؟ کیا ان سے ہر ذی شعور واقف نہیں؟

عاطف میاں جیسے لوگ ان کے مبلغین کی تبلیغ سے شنید ہے کہ قادیانیت کے شکنجے میں پھنس گئے اب وہ اس منصب پر جسے پروپیگیٹرز کہا جاتا ہے، فائز ہیں۔ کیا ہندوؤں، سکھوں، عیسائیوں اور دوسری اقلیتوں کے بارے میں ان سے ان پڑھ مسلمان آگاہ نہیں کہ وہ غیر مسلم ہیں، اگر ہم کسی ایسے مذہب کو اختیار کریں گے تو مسلمان نہیں رہیں گے؟ کیا قادیانیوں کے بارے میں ان پڑھ مسلمان تو کجا بعض پڑھے لکھے خصوصاً مغرب میں رہنے والے مسلمان کو بھی معلوم ہے کہ وہ قادیانیت قبول کر کے دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں گے؟ اس کی وجہ ملاحظہ کریجئے کہ قادیانیت کی تبلیغ کرنے والے انہیں یہ باور کراتے ہیں کہ وہ قادیانیت قبول کر کے بھی مسلمان رہیں گے بلکہ حقیقی مسلمان بن جائیں گے، ان کے اسی دجل کا نتیجہ ہے کہ کئی مذہبی لیڈر اور صحافت سے وابستہ لوگ بھی ایک خاص تناظر میں کئی مواقع پر ان کی حمایت میں بول رہے ہوتے ہیں۔

اگر وہ مسلمان کہلائے جانے پر بضد ہیں تو وہ اسمبلی میں ہونے والے طویل بحث و مباحثے میں جہاں انہیں اپنا موقف واضح کرنے کا پورا موقع دیا گیا خود کو مسلمان کیوں ثابت نہ کر سکے؟ جب وہ یہ تسلیم کرتے ہیں وہ مرزا کو نبی مانتے ہیں تو پھر وہ اس بات پر کیوں مصر ہیں کہ وہ مسلمان ہیں؟ مذہب کی تاریخ سے وہ اتنے نابلد کیوں بنتے ہیں ہر نبی کی امت اور شناخت الگ ہے اور وہ اپنی الگ شناخت سے ہی پہچانے جاتے ہیں۔ یہودی، عیسائی، سکھ ہندو، بدھ، پارسی اپنی الگ پہچان رکھتے اور کسی دوسرے مذہب میں ضم نہیں ہوتے تو قادیانی الگ نبی ماننے کے باوجود اپنی الگ پہچان کی بجائے مسلمان ہونے پر کیوں اصرار کرتے ہیں؟

قادیانی عقائد کے مطابق یہ ممکن ہی نہیں کہ مسلمان اور قادیانی ایک گروہ میں شمار ہوں، خود احمدی کیا اس نظریئے کو قبول کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو نبی نہ ماننے والے مسلمان ہیں؟ اس کا جواب بھی نفی میں دیتے ہیں تو پھر مسلمانوں سے اس نظریئے کی قبولیت کے لئے کون ہلکان ہوتے ہیں؟ جب وہ مرزا کو نبی مانتے ہیں تو انہیں خود کو الگ گروہ اور امت کہلانے سے کیوں انکار ہے؟ وہ اپنی اس حیثیت سے پہچان کروائیں تو کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

الگ مذہبی تصورات رکھنے کے باوجود خود کو مسلمان کہنے پر اصرار کیا قادیانیت سے غداری نہیں؟ کاش قادیانی اس نہج پر بھی کچھ سوچ لیں تو معاملات درست سمت چل نکلیں اور وہ یہ جان لیں کہ تمام تر کمزوریوں کے باوجود مسلم اکثریت کے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے جڑے جذبات انتہائی شدید ہیں اور وہ اس معاملے پر بے حد حساس بھی ہے، اس لئے جمہوری قدروں کی مالا جپنے والے ان اقدار کا احترام کرتے ہوئے اکثریت کے جذبات و احساسات کا خیال کریں، جب اکثریتی رائے کے مطابق قادیانی آئینی طور پر غیر مسلم قرار پائے ہیں تو وہ اپنی اس حیثیت کو تسلیم کریں، یہ اندازِ فکر غیر منطقی ہے کہ ملک کی اکثریت کو غیر مسلم کہیں، آئین پاکستان کو تسلیم بھی نہ کریں اور حقوق نہ ملنے کی دہائی بھی دیں، انتخابات میں باقی اقلیتوں کی طرح حصہ لیں اپنے خلیفہ کی بجائے آئین پاکستان سے وفاداری کا حلف اٹھائیں۔

آئین کی جس شق کو قادیانی ماننے سے انکاری ہیں، وہ ان کے لئے فائدہ مند ہے اگر یہ شق نہ ہوتی تو ان کا جینا دوبھر ہو جاتا کیونکہ منکرین ختم نبوت قرآن و سنت کی مخصوص اور اجماع امت کے مطابق دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور مرتد ہیں، ان کے لئے ایک ہی راستہ ہے کہ وہ توبہ کر لیں، اگر کہنے پر توبہ نہ کریں تو انہیں قتل کیا جاتا، مسیلمہ کذاب کا جنگ یمامہ میں قتل اس کی مثال ہے اور صحابہ کرامؓ جن میں ۷۰۰ حفاظ قرآن تھے نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، مسیلمہ کذاب کے علاوہ اسود عنسی اور لقیط بن مالک کو بھی ٹھکانے لگا دیا گیا، البتہ سجاح بنت حارث اور طلیحہ بن خویلد

دوبارہ دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔

۷ستمبر۱۹۷۴ء کو دوسری آئینی ترمیم کی رو سے جنہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا وہ یہ ہے: ’’ہر ایسا شخص جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نبوت کی حتمی حیثیت پر ایمان نہ رکھتا، انہیں نبیوں میں آخری نبی تسلیم نہ کرتا اور کسی بھی سوچ کے تحت الفاظ یا شناخت کی صورت چاہے وہ کچھ بھی ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی نبوت کے دعویدار یا مذہب میں تبدیلی کرنے والے کو راہنما مانتا ہو وہ آئین پاکستان کی رو سے مسلمان نہیں۔‘‘

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہ اس آئینی ترمیم کی رعایت کی کوشش کرتے ہیں اور اپنی عبادت گاہ کو ’’دارالذکر‘‘ کہتے ہیں اسے انکشاف ہی کہا جائے گا جبکہ عملی صورت یہ ہے کہ آئینی شق کو نہ ماننے کی وجہ سے ہی ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری کرنا پڑا، جس میں انہیں اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہنے اور دوسری اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے روکا گیا، مگر وہ اب بھی مسلسل ان اصطلاحات کو استعمال کر رہے ہیں اور متفقہ دستوری فیصلے کو متنازعہ بنانے، اسے تبدیل کرانے کے لئے اب بھی کوشاں ہیں اور کھلم کھلا دستوری ترامیم اور قادیانیت آرڈی نینس کو ماننے سے انکاری ہیں، امریکا اور یورپی پارلیمنٹ کے ذریعے بھی ان ترامیم کے خاتمے کے لئے دباؤ ڈلواتے ہیں تو گویا:

’’اک نیاز ہر ترے ہاتھ سے ہر روز پیا‘‘

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۴ مئی ۲۰۲۰ء)

ثناخوانِ رسول، مداح صحابہؓ واہل بیتؓ

حافظ محمد شریف منچن آبادی کی رحلت

ثناخوانِ رسول مقبول، مداح صحابہ واہل بیت حافظ محمد شریف منچن آبادیؒ انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کو پہلی مرتبہ ۱۹۷۴ء میں جامعہ خیرالمدارس میں ملتان کے سالانہ جلسہ میں سنا، جب ان کا آتش جوان تھا۔ مرحوم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وتوصیف میں نعت خوانی اور صحابہ کرام واہل بیت کی تعریف وتوصیف میں نعت پڑھتے اور خوب پڑھتے، ایک زمانہ میں وہ یہ نظم بڑی قوت وطاقت سے پڑھا کرتے تھے:

اے میرے ہم نشیں چل کہیں اور چل
اس چمن میں ہمارا گزارا نہیں
بات پھولوں کی ہوتی تو سہہ لیتے ہم
اب تو کانٹوں پہ بھی حق ہمارا نہیں

مجلس کے شعبۂ تبلیغ سے وابستگی کے بعد تو دسیوں مرتبہ انہیں سننے کا اتفاق ہوا، جامعہ خیرالمدارس اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سالانہ جلسوں اور کانفرنسوں کی جان ہوتے تھے۔ انہوں نے مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا سیّد نورالحسن شاہ بخاریؒ، علامہ دوست محمد قریشیؒ، مولانا قائم الدین عباسیؒ، مولانا سیّد عبدالمجید ندیمؒ، مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، مولانا سیّد منظور احمد شاہ حجازیؒ کے ساتھ بھرپور وقت گزارا اور خوب گزارا میں اس دور کی بات کر رہا ہوں جب نعت خواں اپنی نعتوں اور نظموں سے مجمع کو گرماتے، لوگوں کو اکٹھا کرتے اور خطیب بیان کرتا آج کل تو طرز تبدیل ہوگیا ہے، نعت خواں کی خواہش ہوتی ہے کہ خطیب مجمع کو اکٹھا کر کے دے اور وہ نعت پڑھیں۔

دوسری خوبی ان میں یہ دیکھی کہ وہ پروگرام کے لئے رقم طے نہ کرتے تھے، جو مل جاتا اسے صبر وشکر کے ساتھ قبول کرتے، لیکن یہ خواہش ضروری ہوتی کہ حق الخدمت اتنا تو ملے کہ ان کا اور ان کے رفیق سفر کا کرایہ پورا ہو جائے۔ آپ تقریباً ۸۰ سال کے پیٹے میں ہوں گے، نرینہ بلکہ اولاد کی نعمت سے محروم رہے اور یہ خواہش اور تڑپ آخر تک رہی کہ ان کا بھی کوئی جانشین ہو: ’’لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔‘‘

منچن آباد ضلع بہاولنگر کے باسی اور رہائشی تھے۔ ایک مرتبہ شادی کی، جو چل نہ سکی اور نوبت طلاق تک پہنچی اور دوسری شادی سے بھی اولاد نہ ہوئی، اپنا رہائشی مکان جامعہ صادقیہ عباسیہ منچن آباد کے نام کرادیا تھا، تو انہیں جامعہ امدادیہ چنیوٹ کے مدیر مولانا سیف اللہ خالد مدظلہ چنیوٹ لے آئے اور ان کی رہائش وخوراک کا انتظام کردیا۔

مرحوم چناب نگر کی ہر کانفرنس میں شرکت فرماتے اور اپنے نعتیہ کلام سے مجمع کو گرماتے، آخر عمر میں آواز میں تو وہ جان نہ رہی جو جوانی میں تھی، تاہم اپنائے رکھا اور تاحیات مجلس کی کانفرنسوں میں شرکت فرماتے۔ دعوت ہوتی یا نہ ہوتی وہ مجلس کے پروگراموں کو اپنا ذاتی پروگرام سمجھتے اور اس میں ضرور شرکت فرماتے، جوانی میں ان کا طوطی بولتا تھا اور وہ زمانہ جلسوں اور کانفرنسوں کا تھا، آپ ہر جلسہ اور کانفرنس میں مدعو ہوتے۔

۸رشعبان المعظم ۱۴۴۱ھ مطابق ۲راپریل ۲۰۲۰ء چنیوٹ میں انتقال فرمایا اور ان کی پہلی نماز جنازہ چنیوٹ جامعہ امدادیہ میں ہوئی۔ دوسری مرتبہ ان کی نماز جنازہ ان کے آبائی علاقہ منچن آباد بہاولنگر میں ہوئی امامت کے فرائض مولانا معین الدین وٹو مدظلہ نے سرانجام دیئے اور انہیں ان کے آبائی علاقہ محمد پور سنساراں کے قبرستان جمعیت علماء اسلام کے سابق نائب امیر مولانا محمد شریف وٹو کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے روح رواں مولانا اللہ وسایا مدظلہ ان کی وفات کا سنتے ہی اپنے رفقاء مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد انس سمیت جنازہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے اور دوسرے جنازے منچن آباد میں شرکت کی اور ایک ثناخواں کو ان کی آخری آرام گاہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ آمین۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

''کروناوائرس'' آفاتِ سماوی!!

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

دنیائے انسانیت پر جو مصائب و آلام آتے ہیں، علمائے کرام اصولاً ان کی تین اقسام بیان کرتے ہیں: ا:-غیراختیاری مصائب، ۲:-اختیاری مصائب، ۳:-وہ مصائب جو شرعی اعمال وافعال کی اعلانیہ خلاف ورزی پر اس کے مقنن وحاکم کی طرف سے بطور پاداشِ عمل ڈالے جاتے ہیں۔

ا:-غیر اختیاری مصائب جو انسان کے ارادہ واختیار کے بغیر اس پر طاری ہوتے ہیں، خواہ انسان کتنا ہی معتدل مزاج، معتدل اخلاق اور معتدل افعال کیوں نہ ہو، جیسے موسم کے ردو بدل سے پیدا شدہ امراض یا رات دن کی گردشوں سے سرزد شدہ احوال۔ ان میں نہ انسان کے ارادہ وفعل کو دخل ہے اور نہ ہی ان میں انسان کی تخصیص ہے۔ یہ تغیرات جمادات ونباتات، معدنیات وحیوانات، ارضیات وفلکیات، پھر انسانوں میں بالغ ونابالغ، بچہ وبڑا، متقی اور فاجر سب میں برابر ہیں۔ ان مصائب سے خود کو بھی اذیت پہنچتی ہے اور دوسروں کو بھی۔ گویا یہ مصائب انفرادی بھی ہیں اور اجتماعی بھی، لازمی بھی ہیں اور متعدی بھی، ذاتی بھی ہیں اور اضافی بھی۔ غور کیا جائے تو یہ مصائب نہیں، بلکہ موسمی تغیرات ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے کائنات میں نمایاں ہوتے ہیں اور یہ تغیرات اس عالم کی خاصیت ہے جو اس سے جدا نہیں ہوسکتی، اسی لئے ان کا نام تکوینی تغیرات رکھنا زیادہ موزوں ہوگا۔

۲:-اختیاری مصائب ہیں جو انسان کے تصرفات اور کسب وعمل سے اُبھر کر اس کی ذات میں بھی نمایاں ہوتے ہیں اور آفاق میں بھی۔ اس کا سبب اس عدل واعتدال کی خلاف ورزی ہے جو ہر انسان کی فطرت میں رکھا گیا ہے۔ خواہ وہ بے اعتدالیاں ان طبعی افعال میں نمایاں ہوں جن کا تقاضا انسان کی طبیعت کرتی ہے، جیسے: کھانا، پینا، سونا، جاگنا، جماع ومباشرت۔ یا ان افعال میں نمایاں ہوں جن کا تقاضا عقل کرتی ہے، جیسے: مفادِ عامہ، اجتماعی، سیاسی اور قومی اُمور، تمدنی ترقیات، بین الاقوامی معاملات، وسائلِ زندگی کا نظم، ایجادات واختراعات، عمومی تجارت، اقتصادیاتِ عامہ اور کھانے پینے وغیرہ کے پرتکلف اور نئے نئے انداز وغیرہ، یہ تمام جزئیات بھی اُمور طبعیہ میں سے ہیں، لیکن جب یہ کلی اور عمومی صورت اختیار کرلیتی ہیں تو ان میں طبیعت کے ساتھ عقل کا بھی دخل آجاتا ہے اور وہ اُمور عقلیہ کہلانے لگتی ہیں۔ غرض طبعی اور عقلی اُمور میں اس عدمِ اعتدال یعنی افراط وتفریط کے منفی آثار بصورتِ آفات انسان پر پڑتے ہیں، جو اسی کی بے اعتدالیوں کا ردِعمل ہوتی ہیں، اس لئے انہیں اکتسابی آفات کہنا چاہئے۔

۳:-تیسری قسم کے مصائب وہ ہیں جو شرعی افعال کی خلاف ورزی کے نتیجے میں انسان پر آتے ہیں، یعنی کسی تشریعی قانون کی اعلانیہ اور مسلسل خلاف ورزیوں پر اس کے مقنن اور حاکم کی طرف سے بطور پاداشِ عمل ڈالے جاتے ہیں۔ پس جب بھی اس قانونِ الٰہی کی مخالفت رونما ہو اور اُمورِ شرعیہ میں کھلے بندوں افراط وتفریط سے کام لیا جانے لگے، تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے آفات وبلیات کا ظہور ہوگا، مثلاً: جب اللہ تعالیٰ کے احکامات ماننے کی بجائے کھلے عام اس کی مخالفت کی جائے گی۔ ظلم کو انصاف کہہ کر نافذ کیا جائے گا۔ ہدایت کی بجائے ضلالت کا رواج اور دور دورہ ہوگا۔ حق وصداقت کی بجائے جھوٹ، فریب اور دغا کی پیروی ہوگی۔ ایفائے عہد کی بجائے وعدہ خلافی کا دور دورہ ہوجائے۔ عدل کی بجائے ظلم وستم کا بازار گرم ہوجائے۔ امن کی بجائے بدامنی وغارت کی دھوم ہوجائے۔ پاکیزگیٔ نفس کی بجائے ناپاکیٔ نفس اور خبثِ باطنی پیدا ہوجائے۔ حیا کے بجائے بے حیائی، عفت کی بجائے فحش پھیل جائے۔ مال کی عصمت مفقود ہوجائے، چوری، ڈکیتی کا بازار گرم ہوجائے۔ جان کی عصمت نہ رہے، قتل وغارت پھیل جائے۔ استغناء کے بجائے عدمِ استغناء یعنی استعماریت پھیل جائے۔ نافرمان انسانوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی زمین بے آئین ہوجائے، جس میں قانون کی بجائے لاقانونیت اور نورِ فطرت کی بجائے ظلمت نفس ہو۔ غرض یہ کہ خواہشات ونفسانیت کی تمام حدیں عبور

ہوجائیں اور یہ انسانی نفس، وجودی اُمور اور بارگاہِ وجود سے منحرف ہوکر عدم کی طرف بڑھنے لگے تو حضرت واجب الوجود کی طرف سے وجودی نعمتیں سلب ہونی شروع ہوجاتی ہیں اور زمین و آسمان کے عدمی آثار بصورتِ مصائب اس عدمی نفس سے آ ملتے ہیں۔ اگر احکاماتِ شرع کی خلاف ورزی اور معصیتِ ربی انفرادی ہوگی تو عذابِ خداوندی بھی انفرادی طور پر تکوینی راستہ سے آئے گا اور اگر خلاف ورزی قومی اور اجتماعی رنگ کی ہوگی تو وبال ونکال بھی اجتماعی حیثیت سے سامنے آئے گا، اس لئے ان آفات کو انتقامی تعزیرات کہنا چاہئے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

’’لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى أُمَّتِي كَمَا أَتٰى عَلٰى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتّٰى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَّنْ أَتٰى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِيْ أُمَّتِي مَنْ يَّصْنَعُ ذٰلِكَ۔‘‘

(رواہ الترمذی، بحوالہ مشکوٰۃ، ص:۳۰)

ترجمہ: ’’ضرور بالضرور میری اُمت پر بھی وہ حالت آئے گی جو بنی اسرائیل پر آئی، جیسے ایک جوتا دوسرے کے برابر ہوتا ہے، حتیٰ کہ اگر ان میں سے کوئی اپنی ماں سے اعلانیہ بدکاری کا مرتکب ہوا ہوگا تو میری اُمت میں بھی کوئی ایسا ہوگا جو یہ کام کرے گا۔‘‘

بڑے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آج کا مسلمان عموماً چاہے وہ حکمران ہو یا عوام، حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق بالکل پہلی قوموں کی ڈگر پر چل رہا ہے، اسے نہیں پرواہ کہ ہمارا دین کیا کہتا ہے؟ ہماری کتاب میں ہمارے لئے کیا احکامات ہیں؟ حضور ﷺ نے ہمیں کیا ہدایات دی ہیں؟۔ آج کا مسلمان عموماً انفرادی اور اجتماعی طور پر جس طرح اسے اپنے مسلمان ہونے کی ذمہ داریاں ادا کرنی چاہئیں، ویسے وہ اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کررہا، جس کی بناپر کفار کا اُن پر تسلُّط بڑھتا جارہا ہے اور اس تسلُّط کی وجہ سے مسلمان معاشرہ کو غیر شعوری طور پر ایسی چیزوں میں مشغول کردیا گیا ہے جو اسلامی تعلیمات کے بالکل مخالف ہیں۔ کفر اسلام پر ایسے پوشیدہ وار، اور حملے کرتا ہے کہ عام طور پر مسلمانوں کو پتہ ہی نہیں چلتا اور آہستہ آہستہ مسلمانوں کی فکر، سوچ، عقیدہ اور نظریہ بدل جاتا ہے۔ کیونکہ دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ ان کے کنٹرول میں ہیں، جن سے وہ مسلمان معاشرے، سوسائیٹیز، اداروں اور حکومتوں میں اپنی ارتدادی مہم اس انداز میں چلاتے ہیں کہ مسلمانوں کی عقل، فکر، سوچ اور نظریات میں تبدیلی آنا شروع ہوجاتی ہے، جس سے اسلام کی وہ محکم اور مضبوط بنیادیں جن پر صدیوں سے اتفاق چلا آرہا ہے، ان کے بارہ میں مسلمان شکوک وشبہات میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور ظاہر ہے جہاں شک آجائے وہاں ایمان کی چھٹی ہوجاتی ہے۔ آج عالم دنیا پر چہار سو نظر دوڑائیں تو نظر آئے گا کہ ہر جگہ خالقِ کائنات کی معصیت ونافرمانی خصوصاً مسلمانوں پر جو ظلم وستم اور کشت وخون کے دریا بہائے جارہے ہیں، ان کے ردِعمل میں تعزیراتِ الٰہیہ بصورتِ آفات ظاہر ہورہی ہیں اور دنیا تباہ ہورہی ہے۔

آج پوری دنیا میں کرونا وائرس پھیل چکا ہے۔ یہ کیا چیز ہے؟ اس کی کیا علامات ہیں؟ اس کا علاج کیا ہے؟ کہاں سے شروع ہوا؟ احتیاطی تدابیر کیا ہیں؟ ان وباؤں کی صورت میں علماء کرام، حکومتِ وقت اور عوام کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟ وبائیں کیوں آتی ہیں؟ اور شریعت کی روشنی میں ان کا کیا علاج ہے؟ ہر ایک کا جواب ذیل میں اجمالاً تحریر کیا جاتا ہے۔

ا:...... بتایا گیا ہے کہ ’’کرونا وائرس‘‘ یہ ایک جرثومہ ہے جو خوردبین میں نصف دائرہ کی شکل میں نظر آیا اور اس کے کنارے پر ایسا اُبھار ہے جو تاج کی شکل کے مشابہ ہے۔ چونکہ رومن زبان میں تاج کو کراؤن کہتے ہیں، اس لئے اس وائرس کا نام ’’کرونا وائرس‘‘ رکھ دیا گیا۔ مذکورہ وائرس کے نام کی وجہ اور تعارف کے حوالے سے دیگر آراء بھی سامنے آرہی ہیں۔

۲:...... اس وائرس کی جو علامات بتائی گئی ہیں: وہ یہ کہ بخار، کھانسی، نزلہ، گلے کی خراش اور وائرس کے شدید حملے کی صورت میں سانس لینے میں دشواری ہوتی ہے۔ کرونا وائرس سانس کی اوپری نالی پر حملہ کرتے ہوئے سانس کے داخلی نظام کو متأثر کرتا ہے اور انسان جان لیوا نمونیا یا فلو میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

۳:...... اب تک اس کی کوئی دوا، علاج یا ویکسین ایجاد نہیں ہوئی، ایک خبر آئی ہے کہ امریکہ نے اس کی ویکسین تیار کرلی ہے اور اب کچھ عرصہ بعد پوری دنیا میں وہ سپلائی کی جائے گی۔ اور ایک خبر یہ ہے کہ جاپان نے بھی اس کی دوائی تیار کرلی ہے اور چار دن میں مریض آدمی اس دوائی کے ذریعہ کرونا وائرس سے صحت یاب ہوجاتا ہے۔ خبر ملاحظہ فرمائیں:

’’ٹوکیو (امت نیوز) دنیا کے ساڑھے سات ارب انسانوں کو جس خوش خبری کا انتظار تھا وہ بالآخر بدھ کو سامنے آئی ہے اور جاپانی کمپنی کی انفلونزا کے لئے تیار کردہ دوائی ’’فیوی پرورہ‘‘ ***(Fevi Perora)*** کے استعمال سے کرونا کے

مریض صرف ۴ دن میں مکمل صحت یاب ہونے لگے ہیں۔ چینی ماہرین نے اعلان کیا ہے کہ جاپانی کمپنی کی انفلونزا کے لئے تیار کردہ دوائی کرونا وائرس کے مریضوں کے لئے مؤثر ثابت ہورہی ہے۔ فیوجی فلم کی ذیلی کمپنی کی تیار کردہ انفلونزا کی دوائی ووہان میں ۳۴۰ مریضوں پر آزمائی گئی اور اس دوائی کے استعمال سے صرف ۴ روز کے اندر کرونا کے مریض مکمل صحت یاب ہوگئے۔ چینی وزارتِ سائنس وٹیکنالوجی کے اعلیٰ عہدیدار ینگ زی من نے تصدیق کی ہے کہ جاپانی کمپنی کی دوائی کے حیرت انگیز نتائج سامنے آئے ہیں۔ ''فیوی پرورہ'' نامی دوائی کے استعمال سے کرونا کے مریضوں کے پھیپھڑے فوری طور پر ری کور ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔ یہ خبر سامنے آنے کے بعد جاپانی کمپنی فیوجی کے شیئر بدھ کو تیزی سے اوپر جاتے نظر آئے۔''

(روزنامہ اُمت کراچی، ۱۹ مارچ ۲۰۲۰ء)

۴:......چین کے مرکز برائے انسدادِ امراض واحتیاطی تدابیر کے ڈائریکٹر گاؤخو نے کہا ہے یہ وائرس چین کے شہر ووہان کی ایک سمندری خوراک مارکیٹ میں جنگلی جانوروں سے پھیلا۔ اس مارکیٹ میں مختلف قسم کے جنگلی جانور مثلاً: لومڑی، مگرمچھ، بھیڑیئے اور سانپ فروخت کئے جاتے ہیں۔ اس پر بحث ہورہی ہے کہ یہ جان لیوا وائرس قدرتی ہے یا سائنسدانوں نے خود اسے تخلیق کیا ہے۔ امریکہ اور چین اس حوالے سے ایک دوسرے کو موردِ الزام ٹھہرا رہے ہیں اور یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ نیا کرونا وائرس نہ صرف انسانی تخلیق کردہ ہے، بلکہ ایک مریکی لیبارٹری نے یہ وائرس چین کو فروخت کیا تھا اور یہ دعویٰ کرنے والے بھی ایک امریکی ہی ہیں، گویا یہ ایک بائیولوجیکل جنگ ہے۔ اور یہ بھی الزام لگایا جارہا ہے کہ اس کرائونا وائرس کے ذریعہ دو بڑی طاقتیں ایک دوسرے کے خلاف معاشی جنگ لڑرہی ہیں اور پوری دنیائے انسانیت ان کے ہاتھوں یرغمال اور ان کی تجربہ گاہ بنی ہوئی ہے۔

۵:......چونکہ یہ متعدی مرض ہے اور اس کا وائرس حیوان سے انسان میں منتقل ہونے، انسان کو بیمار کرنے اور دوسرے انسانوں میں منتقل ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس لئے احتیاطی تدابیر کے طور پر بتایا گیا کہ انسان اپنے ناک اور منہ کو ماسک وغیرہ سے ڈھانپے، دوسروں سے ملنے جلنے میں احتیاط کرے، مجمع اور رش والی جگہوں میں نہ جائے، وقفے وقفے سے ہاتھ دھوتا رہے۔ ہمارے پاکستانی طلبہ جو چین میں پھنسے ہوئے ہیں، ماشاء اللہ! وہ تمام صحت مند ہیں اور انہوں نے اپنے انٹرویو میں بتایا کہ ہم پانچ وقت وضو کرتے تھے، اس لئے اس وائرس سے ہم محفوظ رہے۔

۶:......احتیاطی تدابیر اپنے دائرے میں اپنی جگہ درست، بلکہ شریعت کا حکم بھی ہیں، لیکن احتیاطی تدابیر کے نام پر دینی مراکز ومعابد اور مساجد ومدارس میں دینی تعلیمات اور دینی اخلاق کی تعلیم وتعلم کو یکسر موقوف کرنا اور ان پر بے جا پابندیاں لگانا شرعاً واخلاقاً کسی بھی اعتبار سے درست نہیں۔ راقم الحروف اپنی دانست میں سمجھتا ہے کہ ان حالات میں عالم اسلام کے عموماً اور پاکستان کے خصوصاً، علمائے کرام کی ذمہ داری تھی کہ وہ قرآن وسنت کی روشنی میں حکومت اور قوم کی ہر پہلو سے راہنمائی کرتے، بروقت نہ انہوں نے حکومت کی راہبری کی اور نہ ہی قوم کی پوری پوری رہنمائی فرمائی۔ اسی لئے حکومت نے ایسی چیزوں پر بھی پابندی لگانی شروع کردی، جو کسی بھی اعتبار سے اس کے لئے درست نہیں۔

علمائے کرام کی ذمہ داری تھی کہ وہ عوام کو بتاتے کہ وبائی امراض کا پھیلنا حقیقت ہے، ان سے بچنے کی احتیاطی تدابیر اختیار کرنا بھی شریعت کا حکم ہے، یہ ضرور اختیار کی جائیں، لیکن یہ مؤثر حقیقی نہیں، اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان اور توکل وتقدیر کے بنیادی ایمانی نظریئے کو مضبوطی سے تھاما جائے۔ وقت سے پہلے اعصابی شکست تسلیم کرنے، مایوسی، توہم پرستی اور قوم کو نفسیاتی مریض بنانے سے بچا جائے۔ انہیں بتایا جاتا کہ شریعت میں جہاں احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کے فروعی احکام ہیں، وہیں عقائد سے متعلق اصولی احکام بھی شریعت کا حصہ ہیں، چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

۱-''قُلْ لَّنْ یُّصِیْبَنَآ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا ھُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ.'' (التوبۃ:۵۱)

ترجمہ:''تو کہہ دے ہم کو ہرگز نہ پہنچے گا مگر وہی جو لکھ دیا اللہ نے ہمارے لئے، وہی ہے کارساز ہمارا، اور اللہ ہی پر چاہئے کہ بھروسہ کریں مسلمان۔''

۲-''کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوْکُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَیْرِ فِتْنَۃً وَّاِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ.'' (الانبیاء:۳۵)

ترجمہ:''ہر جی کو چکھنی ہے موت اور ہم تم کو جانچتے ہیں برائی سے اور بھلائی سے آزمانے کو اور ہماری طرف پھر کر آجاؤ گے۔''

۳-''قُلْ لَّوْ کُنْتُمْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ لَبَرَزَ الَّذِیْنَ کُتِبَ عَلَیْھِمُ الْقَتْلُ اِلٰی مَضَاجِعِھِمْ وَلِیَبْتَلِیَ اللّٰہُ مَا فِیْ صُدُوْرِکُمْ وَلِیُمَحِّصَ مَا فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ.'' (آل عمران:۱۵۴)

ترجمہ: ’’تو کہہ اگر تم ہوتے اپنے گھروں میں البتہ باہر نکلتے جن پر لکھ دیا تھا مارا جانا اپنے پڑاؤ پر اور اللہ کو آزمانا تھا جو کچھ تمہارے جی میں ہے اور صاف کرنا تھا اس کا جو تمہارے دل میں ہے اور اللہ جانتا ہے دلوں کے بھید۔‘‘

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

۱-’’اچھی طرح جان لو! اگر ساری اُمت تم کو نفع دینے کے لئے جمع ہو جائے تب بھی اللہ تعالیٰ کے لکھے ہوئے سے زیادہ نفع دینے پر قدرت نہیں رکھ سکتی اور اگر ساری اُمت تم کو نقصان پہنچانے کے درپے ہو جائے تب بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق ہی نقصان پہنچا سکے گی، اس سے زیادہ نہیں۔‘‘

۲-’’نبی کریم ﷺ نے طاعون وغیرہ سے نمٹنے کے سلسلے میں یہ ہدایت ارشاد فرمائی ہے کہ جہاں طاعون پھیل جائے وہاں سے کوئی باہر نہ جائے اور باہر والے طاعون کے علاقے میں داخل نہ ہوں۔‘‘

۳-’’اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ‘‘ ترجمہ:.....’’اور مدد حاصل کرو صبر اور نماز کے ذریعہ۔‘‘

۴-’’نبی کریم ﷺ کو جب بھی کوئی سخت اور ناگوار بات پیش آتی تو آپ علیہ السلام فوراً نماز کے لئے دوڑتے تھے۔‘‘

نبی کریم ﷺ کے اس عمل سے ہمارے لئے یہ راہنمائی ملتی ہے کہ کورونا وائرس کے حملے کے موقع پر ہم بھی نماز کی طرف دوڑنے والے ہوں، مساجد کو آباد کرنے والے ہوں۔

۷:.....حکومت کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ عوام کی سہولیات کا انتظام کرے، ان کے علاج معالجہ، خوراک، امن وامان اور ان کی حفاظتی تدابیر کو مؤثر بنائے، لیکن حکومت کو یہ اختیار نہیں کہ مساجد میں پنج وقتہ نماز اور نمازِ جمعہ بالکل موقوف کرادے۔

بہرحال محض خدشات کی بنا پر مساجد کو بند کرنا اور نماز وجمعہ کی پابندی لگانا شرعاً جائز نہیں، لہٰذا حکومت کو چاہئے کہ وہ ایسے احکامات نہ دے جو شرعاً جائز نہیں۔

۸:.....عوام کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرے، گزشتہ اعمال پر توبہ اور استغفار کرے اور آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہیں، نمازوں کا اہتمام کریں، صدقات کی کثرت کریں، کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

’’اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ.‘‘

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ، ص:۱۶۸)

ترجمہ: ’’صدقہ رب کے غصہ کو بجھاتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔‘‘

....

مدارس ومساجد اور جامعات میں قرآن کریم کی تلاوت ہوتی ہے، حضور اکرم ﷺ کی احادیث کو پڑھا اور پڑھایا جاتا ہے، جس میں بار بار درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ جہاں قرآن کریم کی تلاوت ہوتی ہو، اللہ تعالیٰ کا بار بار نام لیا جاتا ہو، درود شریف پڑھا جاتا ہو، وہاں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے، وہاں رحمت کے فرشتوں کا بسیرا ہوتا ہے، یہ تو پورے ملک سے وبائی امراض کے دفع کرنے کے مراکز ہیں۔ آپ ان کو بند کرکے گویا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نزول کو روکنا چاہ رہے ہیں۔ اس کرونا وائرس کی روک تھام کے لئے سعودی عرب اور عرب امارات نے بہت سارے اقدامات کئے، لیکن مساجد کا نمازیوں کے لئے بند کرنا ان کا ایسا اقدام ہے جو شرعاً ناجائز ہے۔ انہیں کی دیکھا دیکھی ہماری حکومت نے احتیاطی تدابیر کی آڑ میں مساجد میں نمازِ پنج وقتہ اور جمعہ پر پابندی کے اعلانات کرنا شروع کردیئے اور پھر منفی ردِعمل آنے پر کہا کہ نماز مختصر اور جمعہ کے صرف عربی خطبہ پر اکتفاء کریں۔ کیا کسی اسلامی حکومت کے لئے ایسا اعلان کرنا جائز تھا، جبکہ عین حالتِ جنگ میں بھی نماز کی ادائیگی کا حکم ہے۔

کیا مساجد میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کے بجائے ہم اپنی مساجد بند کرکے باجماعت نماز سے دوری اختیار کرنے کا سبق نہیں دے رہے؟ جن وجوہات کی بنا پر یہ خوف وہراس اور ڈر وخوف کا عذاب مسلمانوں پر نازل ہوا ہے، مسلمان مزید اسی طرف بڑھ رہے ہیں۔ چین کا صدر تو مسجد میں جاجا کر وہاں کے نمازیوں سے اپنے ملک کے لئے دعائیں کرا رہا ہے، سڑکوں پر ان کی باجماعت نمازیں ہورہی ہیں، مسلمانوں میں قرآن کریم تقسیم ہورہے ہیں اور ہم مسلمان مساجد بند کررہے ہیں، نعوذ باللہ من ذٰلک۔

آج ہم مسلمان بھی کافروں کی طرح خالص مادی ذہنیت سے اس کرونا وائرس کی روک تھام اور تدارک میں لگے ہوئے ہیں، غیروں کی نقالی اور میڈیا کی بے لگامی نے ماحول میں وہ دہشت اور خوف پھیلا دیا ہے کہ الامان والحفیظ۔

پوری دنیا میں آج عالم اسلام دبا ہوا ہے۔ ۵۳/اسلامی ممالک ہونے کے باوجود آج اسلام کی پاکیزگیٔ نفس، پاکیزگیٔ اخلاق اور پاکیزہ روزی کے فوائد وثمرات جیسی اسلامی تعلیمات کے علاوہ آفات وبلیات کے وقت اسلام اور پیغمبر اسلام کی کیا تعلیمات ہیں؟ دنیائے اسلام آج انسانیت کی اس معاملہ میں راہبری وراہنمائی نہیں کررہی۔ بلکہ

لگتا یوں ہے کہ اسلام اور مسلمان ممالک کفار کے دباؤ میں ہیں۔ دیکھیے! ایک بستی والے نافرمان بنیں گے تو اللہ کا غصہ ایک بستی والوں پر، ایک شہر والے بنیں گے تو غصہ ایک شہر پر، ایک صوبہ کے لوگ بنیں گے تو اللہ کا عذاب صوبہ پر اور جب کئی ممالک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں شریک ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کا غصہ ان سب پر برپا ہوگا۔ آج ۱۲۳ ممالک اس کرونا وائرس کی لپیٹ میں آچکے ہیں، یہ اللہ کی پکڑ ہے۔ ایسے حالات میں تو مساجد کو آباد کرنے کی ضرورت ہے، اللہ کے گھروں کو آباد رکھنے کی ضرورت ہے۔ جب ہمارا ایمان ہے کہ سب سے مقبولیت کی جگہ اللہ کا گھر ہے اور وہاں بیٹھ کر اللہ سے دعا کی جائے، رویا جائے، گڑگڑایا جائے۔ اس لئے کہ ہمارا ایمان ہے کہ توبہ واستغفار کیا جائے، اپنے گناہوں کی معافی مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے۔

آج ہمارے علماء کرام اور دین دار طبقہ میں ایک گناہ بہت زیادہ کیا جا رہا ہے اور وہ ہے موبائل کے ذریعہ تصویریں بنانے کا شوق، اور وہ بھی اللہ کے گھر میں، مساجد، مدارس اور دینی تقریبات میں۔ حد تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے گھر کعبۃ اللہ کو پیٹھ کر کے لوگ تصویریں بنا رہے ہوتے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کو غصہ نہیں آئے گا؟ اللہ ان کو اپنے گھر سے دفع نہیں کرے گا؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نہیں آئے گا کہ جاؤ نا! تم اتنے ناپاک ہوگئے ہو کہ ہمارے گھر میں آنے کے قابل نہیں رہے اور دوسری طرف ہمارے دینی مدارس اور مساجد میں قرآنی تقریبات اور ختم بخاری کی تقریبات بڑے دھوم دھام، فخر ومباہات اور اسراف وتبذیر کے ساتھ ہو رہی ہیں، جو بجائے کم ہونے کے اور زیادہ بڑھ رہی ہیں اور انہی دینی تقریبات اور روحانی محافل میں جو اللہ تعالیٰ کے گھر (مساجد) میں جہاں رحمت کے فرشتوں کا بسیرا ہوتا ہے، قرآن کریم اور احادیث موجود ہوتی ہیں، لیکن ہمارے علمائے کرام، طلبہ اور دین دار لوگوں کی دھڑا دھڑ موویاں بن رہی ہوتی ہیں، لائیو پروگرام نشر ہو رہے ہوتے ہیں، تصویریں اور فوٹو گرافی ہو رہی ہوتی ہے، اور کوئی ان کو روکنے والا نہیں۔ اس منکر کے خلاف کوئی کھل کر مخالفت نہیں کرتا، تو اب اللہ تعالیٰ کا غضب اور قہر نازل نہیں ہوگا تو کیا ہوگا؟

ہمارے علمائے کرام اور مفتیانِ عظام کو چاہئے کہ وہ بیٹھ کر متفقہ طور پر یہ بات طے کریں کہ کم از کم دینی تقریبات، خصوصاً قرآن کریم، ختم بخاری کی تقریبات کو اس گناہ بے لذت سے پاک رکھیں اور مساجد میں فوٹو اور تصویر کھینچنے اور مووی بنانے کو ناجائز، حرام اور گناہ قرار دیں، تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی کم ہوگی اور اس طرح کی وبائیں، امراض، آفات اور مصائب وآلام رک جائیں گے۔ اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کے گھروں کا اکرام نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنے گھروں سے ہمیں نکال دیں گے، ولا فعل اللّٰہ ذٰلک۔

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ.‘‘ (الانفال:۲۵)

ترجمہ: ’’اور بچتے رہو اس فساد سے کہ نہ پڑے گا تم میں سے ظالموں پر چن کر اور جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔‘‘

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

’’اور بچتے رہو اور ڈرتے رہو اس فتنہ سے کہ جس کا وبال تم میں سے فقط ان لوگوں پر نہ پڑے گا جنہوں نے خاص کر ظلم کا ارتکاب کیا ہے، بلکہ اس کا وبال عام ہوگا، ظالم اور غیر ظالم سب ہی اس کی زد میں آجائیں گے۔ آیت میں فتنہ سے مداہنت فی الدین کا فتنہ مراد ہے کہ جب لوگ کھلم کھلا منکرات کا ارتکاب کرنے لگیں اور اہلِ علم باوجود قدرت کے مداہنت برتیں اور نہ ہاتھ اور نہ زبان سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں اور نہ دل سے اس سے نفرت کریں جو آخری درجہ ہے اور نہ ایسے لوگوں سے میل جول کو چھوڑیں تو ایسی صورت میں اگر من جانب اللہ کوئی عذاب آیا تو وہ عام ہوگا، جس میں اہلِ معاصی اور مرتکبینِ منکرات کی کوئی تخصیص نہ ہوگی، بلکہ وہ عذاب مداہنت کرنے والوں پر بھی واقع ہوگا، کیونکہ منکرات اور معاصی اگر لوگوں میں شائع ہو جائیں تو ان کی تغییر حسبِ قدرت سب پر واجب ہے اور جو باوجود قدرت کے سکوت کرے تو معلوم ہوا کہ وہ بھی دل سے راضی ہے اور راضی حکم میں عامل کے ہے، بلکہ بعض اوقات رضا بالمنکر، ارتکاب منکر سے زیادہ دین کے لئے مضر ہوتی ہے، اس لئے اس فتنہ پر جو عقوبت اور مصیبت نازل ہوگی، وہ سب کو عام ہوگی۔‘‘

بہرحال مسلمانوں کو خواہ حکمران ہوں یا رعایا، علمائے کرام ہوں یا عوام الناس سب کو اجتماعی توبہ کرنی چاہئے، اپنی کمی کوتاہیوں کی معافی مانگنی چاہئے اور صدقہ وخیرات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے، ہمارے ملک پاکستان کو اس وبا سے پاک فرمائے، پوری دنیا سے اس وبا کو ختم فرمائے اور ہمارے ملک کو خوش حال بنائے، آمین۔ ☆☆

مولانا غلام اکبر ثاقبؒ کا سانحۂ ارتحال

مولانا عبدالعزیز لاشاری

مولانا غلام اکبر ثاقب تحصیل تونسہ کے قصبہ چونی کی روحانی شخصیت مولانا حافظ اللہ دتہ جسکانی بلوچ کے ہاں ۱۹۶۲ء میں پیدا ہوئے اپنے گھر میں دینی ماحول پایا، مقامی اسکول میں مڈل کی تعلیم حاصل کی، اسکول کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنے والد مرحوم کی مسجد میں مولانا رب نواز چھتری کے پاس فارسی پڑھی، نویں کلاس کی تعلیم کے لئے ہائی اسکول تونسہ شریف کا رخ کیا۔

بچپن ہی سے اہلِ حق بزرگوں سے عقیدت و محبت تھی۔ دینی تعلیم حاصل کرنے کا ذوق پیدا ہوا تو اسکول کی تعلیم کو چھوڑ کر ڈیرہ غازی خان میں جامعہ اسلامیہ گدائی میں مولانا احسان الحق تونسویؒ کی سرپرستی میں داخلہ لیا۔ موقوف علیہ تک کتابیں پڑھیں، طالب علمی کے دور سے تقاریر کرنے کا شوق ہوا، علامہ اقبالؒ، شورش کاشمیریؒ، مولانا ظفر علی خان (مرحوم)، سیّد امین گیلانیؒ کے انقلابی اشعار، نظمیں، رباعی پروگراموں میں پڑھنی شروع کردیں۔ علاقہ میں منعقد ہونے والی کانفرنسوں اور جلسوں میں اسٹیج پر ہر عالم دین، بزرگان دین کی آمد پر استقبالی نعرے لگانا ان کا ذوق تھا، ان کے جوش وولولہ کو دیکھ کر بزرگوں نے بھی اپنا منظور نظر بنالیا۔

آپ نے لاہور میں شیراں والا باغ کی خانقاہ عالیہ میں مولانا عبیداللہ انورؒ کے پاس دورۂ تفسیر القرآن پڑھا۔ دفتر تنظیم اہلِ سنت ملتان میں علامہ عبدالستار تونسویؒ، سیّد نورالحسن شاہ بخاری، مولانا محمد نافع جھنگویؒ، مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، ڈاکٹر علامہ خالد محمودؒ (مانچسٹر) سے فن مناظرہ کی تعلیم حاصل کی، اپنے بزرگوں کی شفقت اور دعاؤں سے ابھرتے چلے گئے۔ ۱۹۸۴ء میں گوجرانوالہ جامعہ نصرت العلوم میں داخلہ لیا، شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ، شیخ الحدیث صوفی عبدالحمید سواتیؒ، مفتی محمد عیسیٰ گورمانی، مولانا عبدالقیوم ہزاروی کی خدمت میں رہ کر دورۂ حدیث شریف پڑھا۔ دستارِ فضیلت حاصل کرکے واپس ڈیرہ غازی خان آگئے پھر تو ڈیرہ غازی خان کے ہی ہوکر رہ گئے۔ انقلابی اور تحریکی آدمی تھے، چندسال ڈیرہ غازی خان کی گول بازار کی مسجد میں امامت کی اسی دوران میٹرک کا امتحان بھی دیا۔ غازی یونیورسٹی ڈیرہ غازی خان کی مسجد میں سرکاری امامت مل گئی، یونیورسٹی کی لائبریری کی ذمہ داری بھی مل گئی، مولانا نے اسی مسجد کے ایک حجرہ میں جا کر ڈیرہ جمالیا، ڈیرہ غازی خان شہر کے علماء کرام بزرگان دین مساجد کے امام صاحبان سے تعلقات بڑھانے شروع کردیئے۔

مجاہد ختم نبوت مولانا صوفی اللہ وسایاؒ کی ان کو رفاقت مل گئی پھر تو ان کے اور حوصلے بڑھ گئے، ضلع بھر کے ختم نبوت کے جتنے پروگرام طے ہوتے تھے، ان کے انچارج مولانا ثاقب ہی ہوتے۔ میری ان سے پہلی ملاقات ۱۹۸۳ء ٹبی قیصرانی میں ہوئی، مولانا غلام فرید قیصرانی کے مدرسہ کے سالانہ جلسہ پر مولانا منظور احمد چنیوٹی تشریف لائے مولانا چنیوٹیؒ ہمارے ختم نبوت کاز کے آدمی تھے، کراچی میں ان کا ایک پروگرام میں نے قادیانیوں کے رد میں رکھا تھا اس کی وجہ سے ان سے میرا قریبی تعارف بھی تھا۔ ٹبی قیصرانی کے اس پروگرام میں مولانا چنیوٹیؒ سے ملاقات ہوئی، مجھے دیکھ کر بڑے خوش ہوئے، پوچھا: آپ کا آبائی علاقہ یہی ہے؟ میں نے ہاں میں جواب دیا، ہمارے علاقہ میں ان کا دو دن کا تبلیغی دورہ تھا، تحصیل بھر میں آٹھ پروگرام تھے، مولانا چنیوٹی نے فرمایا کہ آپ ان پروگراموں میں میرے ساتھ رہیں تو وقت اچھا گزر جائے گا۔ ان کا آخری پروگرام تونسہ شریف کے ہائی اسکول کی مسجد میں تھا، اس محلّہ کے اردگرد قادیانیوں کے کافی گھر آباد ہیں، میرے دل میں خیال آیا کہ اس علاقہ میں میرے سوا تحریک ختم نبوت کے حوالہ سے معلومات اور مولانا چنیوٹی کی اس تحریک کے لئے خدمات کا تعارف اور کوئی نہیں جانتا، میں

خوب تیاری کر کے مسجد میں پہنچا کہ اسٹیج سنبھالوں گا، جلسہ کی کارروائی شروع کراؤں گا، میں نے جا کر پہلے دیکھا کہ ایک دُبلا پتلا، لمبے قد کا نوجوان مولانا صاحب خوب جوش وخروش سے اسٹیج کو سنبھالے ہوئے ہیں، مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت، قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں، مولانا چنیوٹی کی خدمات کا تذکرہ ایسے انداز میں بیان کر رہا تھا، میں ان کے انداز کو دیکھ کر گُم صم ہوگیا اور میرا منصوبہ، میری تیاری وہیں ختم ہوگئی۔ میں نے سوچا اس مولوی صاحب کی موجودگی میں میری دال نہیں گل سکتی، چنانچہ میں خاموش ہو کر جلسہ گاہ کے آخر میں جا بیٹھا، بس مولانا چنیوٹی اور اس مولوی صاحب کی تقریر اور اشعار پر داد دیتا رہا، واہ واہ کرتا رہا، نعرے ہی لگاتا رہا، رات گئے پروگرام ختم ہوا، میں نے آگے بڑھ کر اس مولوی صاحب کو سلام کیا تو یہ بغل گیر ہوگئے، خوشی سے ملے اور کہا کہ میں دوران پروگرام سمجھ گیا تھا کہ یہ نعرے لگانے والا بھی ہمارے ختم نبوت کے مشن کا آدمی معلوم ہوتا ہے، میں نے اپنا تعارف کرایا غالباً غائبانہ طور پر یہ مجھے جانتے تھے مگر آپس میں یہ پہلی ملاقات تھی، بعد میں معلوم ہوا کہ یہ مولانا غلام اکبر ثاقب ہیں، پھر مولانا صوفی اللہ وسایا کے پاس آنا جانا ہوا تو مولانا کے اور قریب ہوگئے، ہم نے ان کی طرف ایک قدم بڑھایا تو انہوں نے ہماری طرف دو قدم بڑھائے، کیا ہی اعتدال پسند آدمی تھے، اہلِ حق کے ساتھ ایسے جڑے کہ اہل حق کے ترجمان بن گئے۔ تنظیم اہل سنت پاکستان، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پروگرام، جمعیت علماء اسلام کے پروگرام، مشائخ عظام کے اجتماعات کے پروگراموں کی مولانا ثاقب رونق ہوتے تھے۔ پروگرام کی تمہید اس انداز سے بیان کرتے کہ آنے والے مقرر کو خودبخود مضمون مل جاتا، مردم شناس آدمی تھے، ہر مقرر کو ان کے مزاج کے مطابق تقریر کی دعوت دیتے۔

ایک دفعہ ڈیرہ غازی خان کے جلسہ پر حضرت امیر شریعتؒ کے صاحبزادے پیر جی سیّد عطاء المہیمن شاہ بخاری تشریف لائے، ہمارے دینی حلقہ میں امیر شریعتؒ کے صاحبزادگان ہر مقرر کے ایک ایک جملہ کو تولتے ہیں، اگر ان کے مزاج کے خلاف کوئی بات آجائے تو فوراً ٹوک دیتے ہیں۔ مولانا غلام اکبر ثاقب نے شاہ صاحب کا تعارف کرایا اور دعوت خطاب دی، انہوں نے خطبہ کے فوراً بعد فرمایا: ''شکر ہے آپ کے اسٹیج سیکریٹری نے مجھے اپنی جگہ پر رکھا۔''

اللہ پاک نے ان کو علم دین پڑھانے کا ملکہ بھی عطا فرمایا تھا۔ ڈیرہ غازی خان شہر کے نامی گرامی مدارس میں پڑھاتے رہے بلکہ شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے، مشائخ عظام کا قرب حاصل تھا، حضرت مولانا عبدالقادر ڈیروی، درخواستی خاندان، خانقاہ عالیہ علی المرتضیٰ گدائی شریف، خانقاہ شاہ جمالی، خانقاہ عالیہ مسکین پور شریف، علامہ تونسوی کا خاندان، پیارے والی مسجد کے چشتی خاندان، مولانا صوفی اللہ وسایا کے خاندان کے قدردان تھے بلکہ عقیدت مند تھے۔ ان اکابر کا بھی ان پر اعتماد تھا، پیر طریقت مولانا رشید احمد شاہ جمالی سے تو ان کا قریبی تعلق تھا۔

دن ہو یا رات، سردی ہو یا گرمی مولانا ایک سائیکل پر ہمیشہ سفر کرتے، سادہ لباس، سادہ غذا، ہاتھ میں کپڑے کا تھیلا یا پلاسٹک کا تھیلا ہوتا تھا، جس میں تازہ اخبارات، دینی رسائل ایک رجسٹر یا کوئی دینی کتاب یہی مولانا کا زادِ راہ ہوتا تھا۔ علماء کرام بزرگان دین کے پروگرام بناتے پھر ان کی تقاریر کے اہم نکات نوٹ کرتے، پھر اخبارات کے لئے خبر تیار کرتے، خود جا کر اخبارات کے دفاتر میں خبر دیتے، صبح سویرے تازہ اخبار لینا خبر کی کٹنگ کر کے رجسٹر میں چسپاں کرنا، ایک ساتھی نے بتایا کہ ان کے پاس تیس سالہ ریکارڈ رجسٹروں میں محفوظ تھا۔

تحریک ختم نبوت کے ساتھ وابستگی ان کے خون پسینے میں شامل تھی۔ ۱۹۸۶ء میں تحریک شیر گڑھ میں ان کے کارنامے تاریخ کا حصہ ہیں۔ چناب نگر ختم نبوت کانفرنس میں پابندی سے جانا بلکہ قافلے کو ساتھ لے کر جانا، صوفی اللہ وسایا کے وصال کے بعد ڈیرہ غازی خان کی جماعت کی طرف سے نمائندگی کرتے اور جماعت کی سالانہ کارگزاری جا کر کانفرنس میں بیان کرتے۔ ڈیرہ غازی خان میں قادیانیوں کے خلاف مقدمات کی پیروی کرتے، مولانا شہر میں ختم نبوت کی پہچان تھے۔

۱۲/مئی مطابق ۱۸/ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ کی رات گیارہ بجے مولانا عبدالرحمٰن غفاری نے فون پر اطلاع دی کہ ابھی دوران تراویح غازی یونیورسٹی کی مسجد میں اچانک ہارٹ اٹیک سے مولانا غلام اکبر ثاقب انتقال کر گئے ہیں، یہ خبر بجلی بن کر دل ودماغ پر گری۔ مبلغ ختم نبوت مولانا محمد اقبال کو اطلاع دی تو وہ بھی غم میں

نڈھال ہوگئے، چند دن پہلے میری ان سے فون پر بات ہوئی، کہا کہ میری صحت ٹھیک ہے، رمضان المبارک سے پہلے میں اپنے آبائی گھر جونی میں گیا ہوا تھا، اب ڈیرہ غازی خان میں موجود ہوں، مولانا کے انتقال کی خبر سن کر دل و دماغ ایسے متاثر ہوئے کہ ساری رات نیند نہیں آئی۔

۱۹ر رمضان المبارک کی صبح دس بجے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی اور آخری دیدار کیا۔ سبحان اللہ! ان کا چہرہ چمک دمک رہا تھا، اتنا خوبصورت کہ ہم نے ان کو زندگی میں اتنا خوبصورت نہیں دیکھا۔ رمضان المبارک میں موت، باوضو، دوران تراویح ہی اللہ کے ہاں حاضری، کامیاب زندگی کی نشانی ہے۔ علامہ عبدالستار تونسویؒ کے بھانجے مولانا عبدالحمید تونسوی نے نماز جنازہ کی امامت کی، اپنے گاؤں چونی کے قبرستان میں ایک تاریخ کا حصہ زمین کے اندر چلا گیا، تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان بھر کی دینی قیادت، علاقہ بھر کے عوام، عزیز رشتہ دار، مدارس کے علماء کرام، مدارس کے طلبا، مولانا کے عقیدت مندوں نے بھرپور شرکت کی۔ یہ علاقہ کا بڑا جنازہ تھا، عرصہ دس سال سے شوگر مولانا کے دامن گیر تھی، چند سالوں سے گردوں نے بھی جواب دینا شروع کردیا، مگر بیماری کی حالت میں بھی مولانا نے کبھی ہمت نہیں ہاری، اپنے دینی مشن میں لگا تار چلتے رہے، ملک بھر کی دینی جماعتوں اور ملک بھر کی دینی قیادت نے ان کے انتقال پر غم کا اظہار کیا، ان کے بھائی مولانا اشرف بتارہے تھے کہ ان کی تعزیت کے لئے اتنے قافلے اور علماء کرام، عوام الناس اور فون آرہے ہیں، جن کو ہم پہچانتے بھی نہیں، مولانا پسماندگان میں بیوہ، تین بیٹے، پانچ بیٹیاں، چھوڑ گئے ہیں۔ زندگی بھر مولانا عید کی نماز ہمیشہ اپنے آبائی گاؤں میں پڑھاتے تھے، اس رمضان المبارک کی عید پر لوگوں کی نگاہیں مولانا کو ڈھونڈتی تھیں مگر وہ دارالبقاء کی طرف چلے گئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ڈیرہ غازی خان کے سرپرست اعلیٰ مولانا پیر رشید احمد شاہ جمالی، مولانا عبدالرحمٰن غفاری، مولانا محمد اقبال، مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالعزیز لاشاری (راقم) حکیم عبدالرحمٰن جعفر، مولانا عبدالغفور سبحانی، حاجی احمد حسن کھلول، مولانا محمد اسحاق ساجد، مولانا غلام مصطفیٰ اشعری، مولانا عبدالقدوس چشتی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی بزرگوں نے ان کی مغفرت کے لئے دعا کی اور ان کی دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔☆☆

توہین آمیز لٹریچر ضبط کرنے کے احکامات کا خیر مقدم

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، نائب امیر لاہور پیر میاں محمد رضوان نفیس، قاری جمیل الرحمٰن اختر، جنرل سیکرٹری مولانا علیم الدین شاکر، مولانا حافظ محمد اشرف گجر، مولانا خالد محمود نے پنجاب اسمبلی کے اسپیکر چوہدری پرویز الٰہی کی جانب سے عقیدۂ ختم نبوت، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام و امہات المومنین کے بارے میں گستاخانہ مواد پر مشتمل کتب فوری طور پر ضبط کرنے کے احکامات جاری کرنے کا پرجوش خیر مقدم کیا ہے اور اس پر پوری پنجاب اسمبلی کو مبارکباد پیش کی ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام و اہل بیت کے حوالے سے توہین آمیز لٹریچر ضبط کرنے کے اعلان کے حوالے سے پنجاب اسمبلی کا کردار انتہائی قابل تعریف ہے۔ توہین آمیز لٹریچر کے ذمہ داران کے خلاف مؤثر کارروائی ہونی چاہئے۔ قادیانیوں کے حوالے سے پنجاب اسمبلی میں اٹھنے والی آواز اور صدائے احتجاج کا خیر مقدم کرتے ہوئے رہنماؤں نے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانیوں کے بارے میں موجود قوانین پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، امہات المؤمنین، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور اہل بیت اطہار کے گستاخوں کو عبرت کا نشان بنادیا جائے تاکہ مسلم معاشرے میں اس قسم کی ہرزہ سرائی کا مکمل سدباب کیا جاسکے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے نائب امیر پیر میاں محمد رضوان نفیس نے صوبائی وزیر معدنیات حافظ عمار یاسر سے ٹیلی فون پر رابطہ کیا اور انہیں اور اسپیکر پنجاب اسمبلی چوہدری پرویز الٰہی کو گستاخانہ کتب پر پابندی کے حوالے سے مبارکباد دی۔ ناموس رسالت وصحابہ کرام اور اہل بیت کی توہین پر مشتمل کتب کی اشاعت پر پابندی اور مارکیٹ میں موجود توہین آمیز کتابوں کو ضبط کرنے کے احکامات کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا ہے کہ چوہدری پرویز الٰہی نے تمام امت مسلمہ کے جذبات کی ترجمانی کی ہے، پنجاب اسمبلی کے تمام ممبران مبارکباد کے مستحق ہیں۔ جملہ مقدس شخصیات کی توہین کسی صورت بھی قابل برداشت نہیں، کچھ شرپسند عناصر جان بوجھ کر ہمارے معاشرے میں انتشار پیدا کرنا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنا چاہتے ہیں، ایسے عناصر پر گرفت اور ان کی بروقت سرکوبی ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ دیگر صوبے بھی پرویز الٰہی اور پنجاب اسمبلی کی تقلید کرتے ہوئے ایسے توہین آمیز مواد پر پابندی اور اس کو ضبط کرنے کے احکامات جاری کریں۔

تحریک ختم نبوت پر ایک تاریخی دستاویز

نابغہ وعبقری شخصیت کے مالک حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کو تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر ایک جری، دلیر اور تہور پیشہ سپہ سالار کی حیثیت حاصل ہے۔ تقریر وتحریر ہو یا مباحثہ ومناظرہ، دونوں میں انہیں لاثانی خداداد ملکہ حاصل ہے۔ مطالعہ وتحقیق اور تصنیف وتالیف ان کے محبوب ومرغوب مشاغل ہیں۔

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کی نئی کتاب ''تحریک ختم نبوت'' نہایت مبسوط، مدلل، مربوط، جامع اور تحقیقی کتاب ہے۔ **۱۹۳۴ء کی ختم نبوت کانفرنس قادیان سے دسمبر ۲۰۱۹ء تک** تحریک ختم نبوت جن مراحل سے گزرتی رہی، اس کی لمحہ بہ لمحہ رپورٹ کو جمع کر دیا گیا ہے۔ دس ضخیم جلدوں کے ساڑھے چھ ہزار صفحات پر مشتمل قریباً ایک صدی کی عشق ومحبت کی داستان لازوال جو ایمان پرور، جہاد آفرین بھی ہے اور حقائق افروز بھی۔ اس کی ترتیب وتہذیب اور تالیف تدوین بڑی عرق ریزی، دقت نظر اور حسن عقیدت سے کی گئی ہے۔ انداز نگارش ایسا سحر انگیز ہے کہ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے جیسے مولانا خود ان تمام حالات وواقعات کے عینی شاہد ہیں۔

یہ کتاب کارکنانِ تحفظ ختم نبوت کے لئے ایک دستور العمل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں ایمان پرور واقعات، اکابرین کے ولولہ انگیز خطابات، پس پردہ حقائق، ہوشربا انکشافات، حکمرانوں کی قادیانیت نوازی اور مختلف اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا بھرپور تذکرہ ہے، جس کے مطالعہ سے دلوں میں عقیدت ومحبت کی ایک برقی رو دوڑ جاتی ہے۔ دینی غیرت و حمیت کی ایسی پُرسوز وگداز کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ خون جوش مارتا اور آنکھیں اشکبار ہوجاتی ہیں۔ ایسی کیفیات اور احساسات کو جاننے اور سمجھنے کے لئے اس تاریخی کتاب کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب کارکنانِ تحفظ ختم نبوت کے لئے انمول سوغات اور سدابہار گلدستہ ثابت ہوگی۔ مزید برآں اس اہم موضوع پر ریسرچ کرنے والے اسکالرز اور طالب علموں کے لئے بھی چراغ راہ کا کام کرے گی۔

مکمل سیٹ کی رعایتی قیمت صرف 2500 روپے

facebook amtkn313
WWW.AMTKN.COM
ameer@khatm-e-nubuwwat.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

REGD. SS. 160

تحریکِ ختم نبوّت

1934ء تا 2019ء

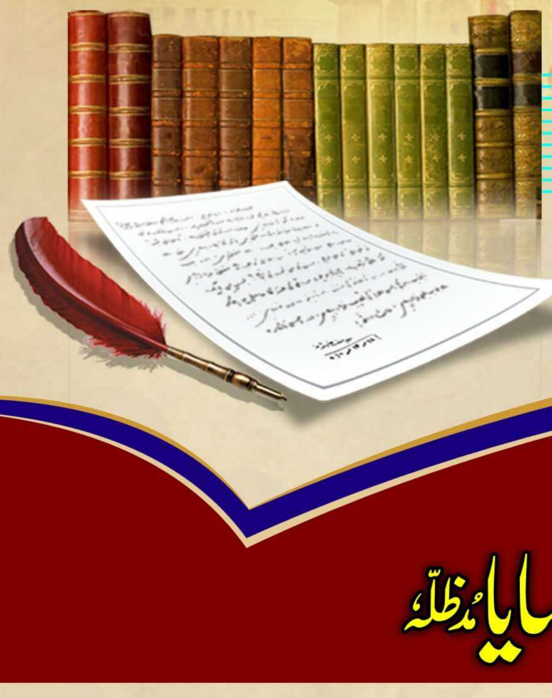

مکمل سیٹ دس جلدیں

ترتیب وتحقیق

شاہینِ ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

مکمل سیٹ کی رعائتی قیمت صرف -/2500 روپے ہے

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان۔

061-4783486
0303-7396203

نوٹ

ملک بھر میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے یہ سیٹ مل سکتا ہے